(اُردو ترجمہ)

فوائد السالکین

یعنی

ملفوظات

حضرت قطب الاقطاب، خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ

زُہد الانبیاء، امام الاتقیاء، خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ

وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

واضح رہے کہ یہ اَسرارِ الٰہی کا سلوک اور بے انتہاء انوار کے فوائد مشائخ کے سلطان، حقیقت کی دلیل، بزرگ شیخ پرہیزگاروں کے رئیس۔ اہل جہان کے امام، اولیاء کے چراغ، صوفیاء کے سرتاج قطب الحق والدین بختیار اوشی خدا ان کے تقویٰ اور مبارک ذات کو ہمیشہ رکھے۔ آپ کی زبان گوہر نثار الفاظ دُرّ بار (موتی بکھیرنے والے) سے سنے ہوئے لکھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اس مجموعہ میں سالکین کے فوائد لکھے جائیں گے۔ اس کے بعد فقیر حقیر مسعود اجودھنی جو کہ درویشوں کا غلام بلکہ ان کی خاک پا ہے یوں عرض کرتا ہے کہ جب دوسری ماہ رمضان ۵۸۴ھ کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا تو اسی وقت چوگوشیہ ترکی کُلاہ جو آپ پہنے ہوئے تھے اس دعا گو کے سر پر رکھی اور نہایت شفقت و مہربانی میرے حال پر فرمائی۔

قاضی حمید الدین ناگوری اور مولانا شمس الدین ترک خواجہ محمود، مولانا علاؤالدین کرمانی، سید نورالدین غزنوی، شیخ نظام الدین ابوالمؤید اور کئی بزرگ حاضر تھے۔

کشف و کرامات اولیاء

اولیا کی کشف اور کرامات کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ خواجہ قطب الاسلام نے زبان مبارک سے فرمایا کہ شیخ میں اس قدر دل کی قوت اور ضمیر کی صحبت ہونی چاہئے کہ جب کوئی شخص اس کے پاس بیعت ہونے کے لئے جائے تو اس پر واجب ہے کہ اپنی قوت باطنی سے اس شخص کے سینے کے زنگار کو جو دنیاوی آلائشوں سے آلودہ ہو، صیقل کرے تاکہ کھوٹ دغا فریب حسد برائی اور دنیاوی آلائشوں سے کوئی کدُورت بھی اس کے سینے میں نہ رہے۔ اس کے بعد اس کا ہاتھ پکڑ کر معرفت کے بھیدوں سے واقف کردے۔ اگر پیر کو اس قدر قوت حاصل نہ ہو تو تحقیق جان! کہ پیر اور مرید دونوں گمراہی کے جنگل میں سرگرداں ہوں گے۔

اور اس موقعہ پر آپ نے فرمایا کہ کتاب اسرار العارفین میں خواجہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ میں بدخشاں کی طرف سفر کر رہا تھا ایک بزرگ کو دیکھا جس کی بزرگی کی صفت بیان نہیں ہو سکتی۔ میں نے اسے سلام کیا۔ اس نے فرمایا کہ بیٹھ جائیں۔ میں بیٹھ گیا۔ چند روز میں اس کی خدمت میں رہا۔ افطار کے وقت جو کی دو روٹیاں عالم غیب سے مل جاتیں۔ ایک سے وہ بزرگ روزہ افطار کرتے اور ایک مجھے دیتے۔

الغرض! اس بزرگ نے والئ بدخشاں کو فرمایا کہ میرے لئے چند خانقاہیں تیار کرا۔ والئ بدخشاں نے شیخ کے حکم کے بموجب چند روز میں خانقاہ تیار کرا کے عرض کی کہ جناب! خانقاہیں تیار ہو چکی ہیں۔ تب اس بزرگ نے فرمایا کہ ہر روز بازار سے ایک

SYED AJMER SHARIF

کتھک (ناچنے اور گانے والا لڑکا) خرید لاؤ! انہوں نے اسی طرح کیا۔ جب وہ بازار سے خرید لاتے تو وہ بزرگ اس کتھک کا ہاتھ پکڑ کر سجادے پر بٹھا دیتا اور کہتا کہ میں نے اسے خدا رسیدہ کر دیا۔ آخر کار وہ کتھک ایسے ہوئے کہ ہر ایک ان میں سے پانی پر چل سکتا تھا اور جس شخص کو وہ کتھک دعا دیتے ٹھیک اسی طرح ظہور میں آتا۔ خواجہ شبلی فرماتے ہیں کہ مجھے ان کتھکوں کی کشف و کرامات سے حیرانی ہوئی تو اس بزرگ نے فرمایا اے شبلی! سجادے پر بیٹھنا اور بیعت کرنا اس شخص کیلئے مناسب ہے جس میں قوت ہو کہ دوسرے کو صاحب سجادہ کر سکے اور اگر ولایت کی قوت نہ ہو تو وہ شیخ نہیں ہوتا بلکہ وہ اہل سلوک کے نزدیک محض مدعی اور دروغ گو ہے۔

کمالیت چار چیزوں میں ہے

اسی موقعہ پر آپ نے فرمایا کہ اہل سلوک اپنی خصلتوں کے بارے میں لکھتے ہیں کہ آدمی کی کمالیت ان چار چیزوں یعنی کم کھانے، کم سونے، کم بولنے اور خلقت سے کم میل جول کرنے میں ہے۔

فرمایا کہ غزنی میں ایک درویش تھا جو ہر روز تجرید میں صبر کرتا۔ اگر دن کے وقت کوئی چیز زائد اسے مل جاتی تو رات تک ایک پیسہ بھی پاس نہ رکھتا تھا جو چھوٹے بڑے دولت مند یا درویش اس کے پاس آتے تو وہ محروم نہ جاتے۔ چنانچہ اگر کوئی بھوکا آتا تو اسے کھانا کھلاتا اور اگر کوئی ننگا آتا تو اپنے بدن کے کپڑے اتار کر اسے پہناتا۔ وہ درویش اور دعا گو ایک ہی جگہ پر رہتے تھے۔ اس کو میں نے یہ کہتے سنا کہ چالیس سال میں نے مجاہدے اور بندگی میں صرف کئے لیکن کوئی روشنی اپنے آپ میں نہ پائی جب سے میں نے چار مذکورہ بالا چیزیں کیں تب سے روشنی اس قدر حاصل ہوئی کہ اگر کسی وقت آسمان کی طرف دیکھتا ہوں تو عرش عظیم تک کوئی پردہ نہیں رہتا اور اگر زمین کی طرف نگاہ کرتا ہوں تو سطح زمین سے لے کر تحت الثریٰ تک جو کچھ اس میں ہے سب دکھائی دیتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ آج تیس سال کا عرصہ ہونے کو ہے کہ میں لب بند کئے ہوئے بیٹھا ہوں پھر مجھے مخاطب کر کے فرمایا اے درویش! جب تک تو کم نہ بولے گا اور لوگوں سے میل جول کم نہ کرے گا درویشی کا جوہر ہرگز تجھ میں پیدا نہ ہوگا کیونکہ درویش لوگوں کا وہ گروہ ہے جس نے اپنے لئے نیند حرام کی ہے اور بات کرنے میں زبان گونگی بنائی ہے اور عمدہ کھانے کو مٹی میں ملا دیا ہے اور لوگوں کو زہریلے سانپ کی طرح خیال کیا ہے۔ تب کہیں قرب الٰہی حاصل کیا ہے۔

فرمایا کہ اگر درویش عمدہ لباس پہنے یعنی خلقت کے دکھاوے کیلئے تو ٹھیک جانو کہ وہ درویش نہیں بلکہ راہ سلوک کا راہزن ہے اور جو درویش نفس کی خواہش کے مطابق عمدہ کھانا پیٹ بھر کر کھائے تو یقین جانو کہ وہ بھی راہ سلوک میں دروغ گو اور جھوٹا مدعی اور خود پرست ہے اور جو درویش کہ دولت مند کی ہم نشینی کرتا ہے اسے درویش نہ خیال کر دبلکہ وہ طریقت کا مرتد ہے اور جو درویش نفسانی خواہش کے مطابق خوب دل کھول کر سوتا ہے یقین جانو کہ اس میں کوئی نعمت نہیں۔

فرمایا کہ میں ایک دفعہ ایک دریا کی طرف سیر کر رہا تھا۔ ایک بزرگ اور مالدار درویش کو دیکھا لیکن ساتھ ہی اسے مجاہدے

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

میں یہاں تک پایا کہ اس کے وجود مبارک پر ہڈیاں اور چمڑہ بھی نہیں رہا تھا۔

الغرض! اس درویش کی یہ رسم تھی کہ جب نماز چاشت ادا کرتا اور سجادے پر بیٹھتا تو اس کے دستر خوان پر تقریباً اڑھائی من طعام ہوتا۔ چاشت سے ظہر کی نماز تک جو شخص آتا کھانا کھا کر چلا جاتا۔ اگر کوئی ننگا ہوتا تو اسے حجرے میں لے جا کر کپڑا پہناتا اور جب طعام ختم ہو جاتا اور کوئی مسکین اور عاجز آ جاتا تو مصلے کے نیچے ہاتھ ڈال کر جو کچھ اس کا نصیب ہوتا اسے دے دیتا۔

الغرض! دعا گو چند روز اس بزرگوار کی خدمت میں رہا۔ جونہی کہ افطار کا وقت ہوتا چار کھجوریں عالم غیب سے پہنچ جاتیں۔ ان میں سے دو مجھے دیتا اور دو خود کھا لیتا اس کے بعد کہتا کہ جب تک درویش کم نہ کھائے اور کم نہ سوئے اور کم نہ بولے اور لوگوں کے میل جول کو ترک نہ کرے۔ کسی مرتبے کو نہیں پہنچتا۔

دنیاوی آلائش کا نقصان

اسی موقعہ پر آپ نے فرمایا کہ اے درویش! حضرت عیسیٰ علیہ السلام باوجود اتنی درویشی اور قرب کے چوتھے آسمان پر پہنچے تو حکم ہوا کہ اسے چوتھے ہی آسمان پر رہنے دو کیونکہ دنیاوی آلائش اس میں ابھی باقی ہے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تلاش کیا تو ایک لکڑی کا پیالہ سوئی اور خرقہ موجود پایا۔ آواز دی کہ اسے میں کیا کروں؟ حکم ہوا کہ تو نے اپنے پاؤں پر اپنے ہاتھ سے کلہاڑی ماری ہے جو پیالہ اور سوئی باہر نہیں پھینک آیا۔

اب اسی جگہ رہو۔ پس اے درویش! وہ اسباب جو بالکل ہیچ ہیں۔ اس کے بدلے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام چوتھے ہی آسمان میں رکھے گئے تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ یہ انسان باوجود اتنی آلائشوں کے بارگاہ الٰہی میں باریاب ہو۔

فرمایا کہ درویش مجرد ہونا چاہیے اور اسے ایک ملک سے دوسرے ملک میں سیر کرنی چاہیے۔

عالم تحیر میں اَسرار الٰہی

فرمایا کہ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک درویش صاحب تفکر تھا وہ ہمیشہ حیرانی میں رہا کرتا تھا جب اس سے لوگوں نے پوچھا آپ جو عالم تحیر میں مستغرق رہتے ہیں اس میں کیا حکمت ہے۔ اس نے کہا جہاں تک میں نگاہ کرتا ہوں۔ جب ایک ملک سے گزرتا ہوں تو اس سے سوگنا اور ملک دیکھتا ہوں۔ اور جب میں انہیں دیکھتا ہوں تو ایک سے ایک نہیں ملتا اس واسطے میں ایک ملک سے دوسرے ملک میں جاتا ہوں۔ اور انہیں خیالات میں مستغرق رہتا ہوں۔ خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ اشک بار ہو گئے اور فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے ایک درویش سے یہ مثنوی سنی تھی۔

ہر آں ملکے کہ واپس مے گزارم
دو صد ملکے دگر در پیش دارم

ترجمہ: وہ ملک جو میں پیچھے چھوڑ آتا ہوں۔ ویسے ہی دو سو اور ملک میرے آگے آتے ہیں۔

آپ (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ اہل سلوک اور متحیروں کا گروہ یہ فرماتا ہے کہ درویش کو سلوک کی راہ میں ہر روز ایک لاکھ ملک

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

سے گزرنا چاہیے۔ اور پھر بھی قدم آگے بڑھانا چاہیے۔ پس جسے عالم غیب سے کچھ حاصل نہیں اس کی نگاہ خود درویش ہے۔ اسی موقع پر آپ نے فرمایا کہ جو اولیاء اسرار کو ظاہر کرتے ہیں وہ شوق کے غلبہ میں ہوتے ہیں۔ اور اسی غلبہ کی وجہ سے کہہ بیٹھتے ہیں۔ اور بعض ایسے کامل حال ہیں کہ کسی قسم کا بھید ظاہر نہیں کرتے۔ پس اس راہ میں اہل سلوک کا حوصلہ وسیع ہونا چاہیے۔ تا کہ اسرار الٰہی کو پوشیدہ رکھ سکیں اس لیے کہ یہ بھید دوست کے بھید ہیں۔ پس جو کامل حال ہے وہ کبھی بھیدوں کو ظاہر نہیں کرتا۔

اَسرارِ الٰہی کا ظاہر نہ کرنا ضروری ہے

اسی موقع پر آپ نے فرمایا کہ میں کئی سال تک شیخ معین الدین حسن سنجری قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں رہا۔ لیکن یہ کبھی نہ دیکھا کہ آپ نے دوست کا بھید ظاہر کیا ہو یا اس کا تذکرہ تک کیا ہو۔ اور نہ ان انوار کو ذرہ بھر بھی ظاہر کیا۔ جو ان پر نازل ہوتے۔ ایک روز فقیر کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے فرید! کامل حال وہ شخص ہیں جو دوست کی ہدایت میں مکاشفہ نہیں کرتے۔ تا کہ دوسرے اس سے واقف نہ ہو جائیں۔

آپ نے فرمایا: اے فرید! تو نے دیکھا کہ اگر منصور حلاج کامل ہوتا۔ تو ہرگز دوست کا بھید ظاہر نہ کرتا۔ لیکن چونکہ کامل نہیں تھا اس واسطے دوست کے اسرار کے شربت کا ذرہ بھر اس نے ظاہر کر دیا اور جان سے مارا گیا۔

آپ نے فرمایا کہ جب خواجہ جنید بغدادی قدس اللہ سرہ العزیز عالم سکر میں ہوتے تو سوائے ایک بات کے اور کچھ نہ فرماتے۔ وہ یہ تھی کہ اس عاشق پر ہزار افسوس ہے جو اللہ تعالیٰ کی دوستی کا دم مارے اور جو اسرار الٰہی اس پر نازل ہوں ان کو فوراً دوسروں کے سامنے ظاہر کر دے۔

اسی موقع پر آپ نے فرمایا کہ میں نے شیخ معین الدین حسن سنجری قدس اللہ سرہ العزیز کی زبانی سنا ہے کہ ایک بزرگ نے سو سال سے کچھ اوپر تک اللہ تعالیٰ عز وجل کی عبادت کی اور جو کچھ مجاہدے کا حق تھا ادا کیا۔ اس کے بعد اسرار الٰہی سے ایک بھید اس پر ظاہر کیا گیا چونکہ وہ بزرگ تنگ حوصلہ تھا اس لئے اس کی تاب نہ لا کر اسے ظاہر کر دیا دوسرے روز جو نعمت اسے عطاء کی گئی تھی سب چھین لی گئی۔ وہ دیوانہ ہو گیا کہ یہ کیا ہوا غیب سے آواز آئی کہ اے خواجہ! اگر تو اس راز کو ظاہر نہ کرتا تو دوسرے رازوں کے لائق بنتا۔ لیکن جب ہم نے دیکھا کہ تو ابھی ساتویں پردہ میں ہے اس لیے ہم نے اپنی نعمت تجھ سے چھین کر دوسرے کو دے دی۔

خواجہ قطب الاسلام دام تقواہ نے فرمایا کہ اے فرید! اس راہ میں اہل سلوک کے درمیان ایسے لوگ بھی ہیں۔ جو کہ اسرار کے لاکھوں دریا پی جاتے ہیں۔ اور انہیں معلوم نہیں ہوتا کہ ہم نے کیا پیا ہے۔ بلکہ پھر بھی ھل من مزید کی فریاد کرتے ہیں

اسی موقع پر آپ نے فرمایا کہ ایک بزرگ نے کسی دوسرے بزرگ کو خط لکھا کہ وہ شخص کیسا ہے جو محبت کے ایک ہی پیالے سے مست ہو جائے۔ اور اسرار الٰہی ظاہر کر دے؟ اس بزرگ نے جواب میں لکھا کہ وہ بہت ہی کم ہمت اور تنگ حوصلہ ہے۔ لیکن یہاں ایسے مرد ہیں کہ ازل اور ابد کے دریا اور دوست کے اسرار اور محبت کے پیالے پیئے ہیں۔ اور آج تقریباً پچاس سال کا

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

عرصہ ہونے کو آیا ہے کہ ھل من مزید کی فریاد کرتے ہیں۔ یہ کیا بات ہے جو تو نے کہی ہے۔ میں تجھے منع کرتا ہوں کہ یہ بات نہ کہنا کہ اہل سلوک کے پیر جو اسرار ظاہر کر دیتے ہیں۔ کچھ حاصل نہیں کرتے۔ کیونکہ اس سے ہمیں شرم آتی ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ جب تک درویش سب سے یگانہ نہ بن جائے اور ہر وقت مجرد نہ رہے اور کوئی دُنیا کی آلائش باقی رہے۔ تو وہ ہرگز قرب کے مقام کو نہیں پہنچتا۔

پھر اسی موقع پر فرمایا کہ خواجہ بایزید بسطامی قدس اللہ سرہ العزیز ستر سال کے بعد مقام قرب پر پہنچے۔ تو حکم ہوا کہ اس کو واپس کر دو کیونکہ دُنیاوی آلائش اس میں ابھی باقی ہے۔ خواجہ بایزید رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً اپنی تلاش کی۔ تو پرانی پوستین اور ٹوٹا ہوا پیالہ اپنے ہمراہ پایا اسی سبب سے باریاب نہ ہوئے۔ جب ایسے بزرگوں کی یہ حالت ہے تو تم جیسے کب باریاب ہو سکتے ہیں۔ جن میں اتنی دُنیاوی آلائشیں پائی جاتی ہیں۔ پس اے بھائی! درویشی کی راہ پر چلنا اور بات ہے اور ذخیرہ جمع کرنا اور بات یا تو درویش بن یا ذخیرہ جمع کرنے والا۔

کامل درویش

جب درویش کامل ہو جاتا ہے تو جو کچھ کہتا ہے وہی ہوتا ہے اور ذرہ بھر بھی اس بات میں فرق نہیں آتا۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ میں اور قاضی حمید الدین ناگوری' جو اس دُعا گو کے یار غار ہیں۔ دریا کی طرف سیر کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کے عجائبات کا نظارہ کر رہے تھے جس کی صفت بیان نہیں ہو سکتی۔ دریا کے نزدیک ایک مقام تھا جہاں پر ہم دونوں بیٹھ گئے اور بھوک نے ہم دونوں کو لاچار کر دیا وہاں بیابان میں طعام کہاں سے مل سکتا تھا کچھ وقت کے بعد ایک بکری منہ میں دو روٹیاں لیے ہوئے آئی اور ہمارے سامنے رکھ دیں اور خود واپس چلی گئی ہم نے روٹیاں کھالیں اس کے بعد ہم نے آپس میں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں روٹیاں اپنے خزانہ غیب سے عطا کی ہیں وہ بکری نہیں تھی بلکہ وہ مردان غیب سے کوئی ہوگا ہم یہی باتیں کر رہے تھے کہ ایک بچھو ایک بڑے اونٹ کے قد کا ظاہر ہوا اسی طرح جیسے کمان سے تیر نکلتا ہے اور دوڑتا جاتا یا جونہی دریا کے پاس پہنچا اپنے آپ کو بے دھڑک پانی میں پھینک دیا میں نے قاضی کی طرف دیکھا اور قاضی نے میری طرف ہم دونوں نے کہا کہ اس میں کچھ بھید ہے جو بچھو جلدی جلدی آ رہا ہے مناسب ہے کہ ہم بھی اس کے پیچھے چل کر دیکھیں لیکن دریا کے اس کنارے پر کوئی کشتی موجود نہ تھی جس پر سوار ہو کر ہم پار جاتے جب عاجز ہو گئے تو دُعا کی کہ اے پروردگار عزوجل! اگر ہم درویشی میں مکمل ہو چکے ہیں تو ہمیں دریا راستہ دے دے تاکہ ہم چل کر اس بچھو کا تماشا دیکھیں کہ کہاں جاتا ہے۔ جونہی یہ مناجات ہم نے کی۔ تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے یہ دریا پھٹ گیا۔ اور خشک زمین نکل آئی۔ ہم دونوں پار گئے وہ بچھو ہمارے آگے تھا اور ہم پیچھے پیچھے چل دیئے۔ ہم ایک درخت کے پاس پہنچے جہاں ایک آدمی سویا پڑا تھا اور درخت سے ایک بڑا سانپ نیچے اتر رہا تھا تاکہ اس شخص کو ہلاک کرے۔ اس بچھو نے سانپ کو ڈسا اور ہلاک کر دیا۔ ہمارے سامنے سے وہ بچھو غائب ہو گیا اور سانپ اس آدمی کے پاس ہی مردہ ہو کر گر پڑا۔ ہم نے نزدیک جا کر سانپ کو دیکھا۔ جو تقریباً اڑھائی من وزن میں ہوگا۔

SYED AJMER SHARIF

www.syedajmersharif.com

ہم نے کہا۔ جب وہ آدمی جاگے ہم دریافت کریں کہ اللہ تعالیٰ نے جو اسے بچایا تو یہ ضرور کوئی بزرگ ہوگا۔ جب ہم اس کے پاس گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ شراب پی کر پڑا ہے۔ اور قے کی ہوئی ہے۔ ہم بے حد شرمندہ ہوئے۔ اور کہا کہ کاش ہم نہ ہی آتے تا کہ اس طرح کی حالت نہ دیکھتے۔ اس کے بعد ہم دونوں نے کہا کہ اللہ عزوجل نے ایسے شراب خور اور نافرمان کو بچایا۔ ابھی یہ خیال پورے طور پر ہمارے دل میں نہ گزرنے پایا تھا کہ غیب سے آواز آئی کہ اے عزیزو! اگر ہم صرف پرہیز گاروں اور صالح آدمیوں کو بچائیں تو گنہگاروں اور مفسدوں کو کون بچائے؟ ابھی ہم اسی گفتگو میں تھے کہ وہ مرد جاگ پڑا اور سانپ کو پاس مرا ہوا دیکھا تو بہت ہی حیران ہوا اور اس فعل سے توبہ کی کہتے ہیں کہ جوان خدا رسیدہ بن گیا۔ اور ستر حج ننگے پاؤں کیے۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ جب لطف الٰہی کی ہوا چلتی ہے تو لاکھوں شرابیوں کو صاحب سجادہ بنا دیتی ہے اور بخش دیتی ہے اور خدا نہ کرے اگر قہر کی ہوا چلے تو لاکھوں سجادہ نشینوں کو راندۂ درگاہ بنا دیتی ہے۔ اور سب کو شراب خانوں میں دھکیل دیتی ہے۔ پس اے بھائی! اس راہ میں بے غم نہیں ہونا چاہیے اس واسطے کہ اس راہ میں کامل سلوک والے دن رات ہر وقت فراق کے ڈر اور خوف سے حیران اور غمگین رہتے ہیں کیونکہ کسی کو معلوم نہیں کہ کس طرح ہوگا۔

اسی موقع پر آپ نے فرمایا کہ اگر لعنتی شیطان اپنے انجام کو جانتا۔ تو حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار نہ کرتا۔ اور بے شبہ سجدہ کرتا۔ لیکن چونکہ اس لعنتی کو انجام معلوم نہ تھا۔ اور اپنی طاقت پر غرور تھا اس لیے یہ کہہ دیا کہ میں ہرگز خاکی کو سجدہ نہ کروں گا۔ اس لیے وہ بلاشک وشبہ لعنتی ہوگیا اور اس کی سب طاعتیں ضائع اور اکارت گئیں اور واپس اس کے منہ پر ماری گئیں۔

اہلِ اللہ کا خوف

اسی موقع کے مناسب آپ نے فرمایا کہ میں ایک مرتبہ ایک شہر میں گیا۔ اہل اصلاح کے ایک گروہ کو دیکھا کہ بیس بیس کی ٹولی عالم تحیر میں کھڑی ہے اور ان کی آنکھیں آسمان کی طرف لگی ہوئی ہیں۔ جب نماز کا وقت ہوتا تو نماز ادا کر کے عالم تحیر میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ میں بھی کچھ مدت ان کے پاس رہا۔ ایک دن ان میں سے چند آدمی عالم صحو میں آئے تو اس دعا گو نے ان کی خدمت میں عرض کی کہ آپ کب سے اس عالم میں مشغول ہیں انہوں نے کہ تقریباً ساٹھ یا ستر سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ کہ ہم لعنتی شیطان کے قصے کے خیال میں ہیں کہ اس نے چھ لاکھ چھتیس ہزار سال اللہ تعالیٰ کی عبادت کی۔ لیکن جب حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کیا۔ تو مردود ہوگیا۔ اس خوف اور حیرت سے ہم کانپ رہے ہیں۔ اور اس عالم تحیر میں پڑے ہیں اور اسی سوچ بچار میں پڑے ہیں۔ اور ہمیں یہ معلوم نہیں کہ انجام کیا ہوگا؟ اس خوف سے خواجہ قطب الاسلام ادام اللہ تقواہ رو پڑے۔ اور زبانِ مبارک سے فرمایا کہ کامل مردوں کا حال یوں ہے کہ وہ خوف الٰہی کے مارے حیران رہتے ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ ہم کس گروہ میں ہیں۔

جونہی خواجہ صاحب نے ان فوائد کو ختم کیا۔ آپ اٹھ کر عالم تحیر میں مشغول ہوئے۔ الحمد للہ علیٰ ذالك۔

ہفتہ کے روز ماہ شوال ۵۸۴ ہجری کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ قاضی حمید الدین ناگوری مولانا علاؤ الدین کرمانی اور مولانا شمس الدین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے علاوہ اور صاحب بھی خدمت میں حاضر تھے۔

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

سلوک اور اہلِ سلوک کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی تو آپ نے زبانِ مبارک سے فرمایا کہ راہ سلوک کے سالک وہ ہیں جو سر سے پاؤں تک دریائے محبت میں غرق ہیں۔ کوئی لحظہ اور گھڑی ایسی نہیں گزرتی کہ ان پر عشق کی بارش نہ برسے۔

اس کے بعد فرمایا کہ عارف وہ شخص ہے کہ ہر لحظہ اس میں عالم اسرار سے ہزار ہا اسرار پیدا ہوں اور عالم سکر میں رہے اور اگر اس حالت میں اٹھارہ ہزار عالم اس کے سینے میں ڈالے جائیں تو بھی اسے خبر نہ ہو۔

اس کے بعد اسی موقع پر فرمایا کہ ایک مرتبہ سمرقند میں میں نے ایک درویش کو دیکھا۔ جو عالم تحیر میں تھا۔ میں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ کب سے یہ بزرگ عالم تحیر میں ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ بیس سال سے۔ الغرض میں کچھ مدت ان کی خدمت میں رہا۔ ایک مرتبہ اسے عالم صحو میں پاکر اس سے پوچھا کہ جس وقت آپ عالم تحیر میں ہوتے ہیں تو کیا تمہیں آمد و رفت کی خبر بھی ہوتی ہے یا نہیں؟ درویش نے کہا اے یارو! جس وقت درویش دریائے محبت میں غرق ہوتا ہے۔ تو جو کچھ تجلیات کے اسرار اس پر نازل ہوتے ہیں اسے اٹھارہ ہزار عالم کی بھی خبر نہیں ہوتی۔ پس یہ عشق بازی کی راہ ہے۔ جس نے اس میں قدم رکھا وہ جان سلامت نہ لے گیا۔

مصیبت پر صبر

اسی موقع پر آپ نے فرمایا کہ جب حضرت یحییٰ علیہ السلام کے گلے پر چھری پھیری گئی۔ تو انہوں نے چاہا کہ فریاد کریں حکم ہوا کہ اے یحییٰ (علیہ السلام)! اگر تو نے دم مارا تو یاد رکھ تیرا نام اپنے محبوں کی فہرست سے کاٹ ڈالوں گا پھر یہ حکایت بیان فرمائی کہ جب حضرت زکریا علیہ السلام کے سر مبارک پر آرا چلنے لگا تو انہوں نے چاہا کہ فریاد کریں۔ لیکن جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے۔ اور کہا جناب الٰہی سے یہ حکم ہوا ہے کہ اگر تو نے دم مارا تو تیرا نام صابرین کے دفتر سے مٹا دیا جائے گا۔

اسی وقت خواجہ صاحب قطب الاسلام اشک بار ہو گئے اور فرمایا کہ جو شخص محبت کا دعویٰ کرے اور مصیبت کے وقت فریاد کرے وہ درحقیقت سچا دوست نہیں ہوتا بلکہ جھوٹا ہے۔ اس واسطے کہ دوستی اس بات کا نام ہے کہ جو کچھ دوست کی طرف سے آئے اس پر راضی رہے اور لاکھوں شکر بجا لائے اور دوسرے یہ کہ شاید اسی بہانے سے یاد کرے۔

اس کے بعد اسی موقع پر فرمایا کہ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کا یہ طریقہ تھا کہ جب آپ پر کوئی بلا نازل ہوتی تو آپ خوشی مناتیں اور کہتیں کہ آج اس بڑھیا کو دوست نے یاد کیا اور جس روز مصیبت نازل نہ ہوتی تو آپ رو کر کہتیں کہ آج کیا ہو گیا اور مجھ سے کیا خطا سرزد ہوئی کہ دوست نے اس بڑھیا کو یاد نہیں کیا۔

اس کے بعد فرمایا کہ میں نے شیخ الاسلام شیخ معین الدین قدس اللہ سرہ العزیز کی زبانی سنا ہے کہ راہ سلوک میں یہ بات ہے کہ جو شخص محبت کرے اور محبت کا دعویٰ کرے وہ دوست کی مصیبت کو خواہش سے چاہتا ہے۔ کیونکہ اہل معرفت کے نزدیک دوست کی مصیبت دوست کی رضا ہے۔

پھر فرمایا کہ جس روز دوست کی مصیبت ہم پر نازل نہیں ہوتی ہے۔ ہم کو معلوم ہو جاتا ہے آج نعمت ہم سے چھن گئی۔ اس واسطے کہ راہ سلوک میں دوست کی رحمت دوست کی مصیبت ہوتی ہے۔

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

مردانِ غیب

مردانِ غیب کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ جس آدمی سے مردان غیب کی ملاقات ہوتی ہے۔ پہلے وہ اسے آواز دیتے ہیں جب وہ اس میں پکا ہو جاتا ہے تو پھر اپنے آپ کو اس پر ظاہر کرتے ہیں۔ پھر اسے مجلس سے بلا لیتے ہیں۔

فرمایا کہ اس دُعا گو کا ایک یار شیخ عثمان سنجری (علیہ الرحمۃ) جو ہم خرقہ بھی تھا۔ وہ از حد مشغول حق تھا چنانچہ اسے مردان غیب آواز دیا کرتے تھے۔ چونکہ شیخ نے اپنا کام اور بھی بڑھا لیا تھا اس لیے اس سے ملاقات بھی کرتے تھے۔ ایک دن وہ یاروں کے ہمراہ مجلس میں بیٹھا ہوا تھا اور میں بھی اس کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے ایک شیخ کے آنے پر لبیک کہا: انہوں نے کہا آتے ہو یا ہم چلے جائیں۔ جونہی اس نے یہ بات سنی مجلس سے اٹھ بیٹھا اور آواز کی طرف چلا گیا ہم سے دور یہاں تک کہ نظر سے غائب ہو گیا۔ مجھے معلوم نہ ہوا کہ وہ کہاں گیا اور اسے کہاں لے گئے۔

خواجہ قطب الاسلام ادام اللہ تقواہٗ نے زبانِ مبارک سے فرمایا کہ اگر چلنے والا ایک خاص سمت میں چلتا ہے اور اس کا یقین کامل ہے اور کمالیت کی اُمید رکھتا ہے۔ تو یقیناً وہ کمالیت کو پہنچ جاتا ہے۔

باطنی متابعت

اس کے بعد اسی موقع پر فرمایا کہ ایک مرتبہ میں اور قاضی حمید الدین ناگوری (رحمۃ اللہ علیہ) خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے وہاں پر شیخ برہان الدین (رحمۃ اللہ علیہ) نام کے ایک بزرگ جو خواجہ ابو بکر شبلی (علیہ الرحمہ) کے غلام تھے اور از حد بزرگ تھے۔ خانہ کعبہ کا طواف کر کے آئے تھے۔ ہم نے بھی ان کے پیچھے اس طرح طواف کرنا شروع کیا کہ جہاں وہ قدم رکھتے ہم بھی وہیں رکھتے۔ چونکہ وہ پیر روشن ضمیر تھے سمجھ گئے انہوں نے کہا۔ میری ظاہری متابعت کیوں کرتے ہو؟ اگر کرنی ہے تو باطنی کرو۔ اور جو ہمارا عمل ہے۔ اس پر کار بند رہو۔ ہم دونوں نے ان سے پوچھا کہ آپ کونسا عمل کرتے ہیں۔ شیخ مذکور نے کہا کہ ہم ایک دن میں بیس ہزار مرتبہ قرآن شریف ختم کرتے ہیں۔ ہم دونوں نے اس بات پر بڑا تعجب کیا کہ یہ بزرگوار کیا کہتا ہے۔ ہم نے خیال کیا کہ اس نے شاید ہر سورۃ کا کوئی خاص حصہ زبانی یاد کیا ہوگا۔ اتنے میں اس نے سر اٹھا کر مجھے کہا۔ خبردار! ایسا نہیں بلکہ ہم حرف بحرف پڑھتے ہیں مولانا علاؤ الدین کرمانی بھی حاضر مجلس تھے انہوں نے فرمایا کہ یہ کرامت ہے۔

خواجہ قطب الاسلام ادام اللہ تقواہٗ نے فرمایا کہ ہاں! جو بات عقل میں نہ آسکے وہی کرامت ہوتی ہے اس کے بعد خواجہ صاحب نے اشک بار ہو کر فرمایا کہ جو شخص حقیقت کے مرتبے پر پہنچتا ہے اپنی نیک اعمالی کے باعث پہنچتا ہے اگرچہ فیض سب پر ہوتا ہے لیکن کوشش لازم ہے۔

مجلس میں بیٹھنے کے آداب

اس کے بعد مجلس میں آنے اور پیر کی خدمت میں باادب بیٹھنے کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی تو خواجہ قطب الاسلام ادام اللہ تقواہٗ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ جب کوئی شخص مجلس میں آئے تو جہاں خالی جگہ دیکھے وہیں بیٹھ جائے کیونکہ آئندہ جگہ بھی

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

اس کی وہی ہے اس کے بعد فرمایا کہ ایک مرتبہ دُعا گو اجمیر میں شیخ معین الدین حسن سنجری کی خدمت میں مولانا صدر الدین کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا۔ مولانا صدر الدین نے فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ ایک مقام پر بیٹھے ہوئے تھے اور اردگرد صحابہ کرام بیٹھے ہوئے تھے کہ تین آدمی باہر سے آئے۔ ایک نے اس حلقہ میں جگہ پائی وہ وہیں بیٹھ گیا۔ دوسرا جس نے اس حلقہ سے باہر جگہ دیکھی وہ وہیں بیٹھ گیا۔ اور تیسرے نے جب جگہ نہ پائی۔ تو واپس چلا گیا۔ اسی وقت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کی۔ یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس شخص نے حلقہ میں جگہ پائی ہے اس کو ہم نے اپنی پناہ میں لے لیا اور جو حلقے سے پیچھے بیٹھا ہے۔ ہم اس سے بہت شرمندہ ہیں۔ اور قیامت کے دن ہم اسے رسوا نہیں کریں گے اور تیسرا جو چلا گیا ہے وہ ہماری رحمت سے دور ہو گیا اور محروم رہا قاضی حمید الدین ناگوری (علیہ الرحمۃ) نے عرض کی جو شخص چلا گیا اگر وہ نہ چلا جاتا تو کیا کرتا...؟

خواجہ قطب الاسلام نے فرمایا کہ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ انسان مجلس میں جہاں جگہ پائے بیٹھ جائے۔ اور اسی جگہ بیٹھا رہے کیونکہ آئندہ جگہ بھی وہی ہوتی ہے یا حلقہ کے پیچھے بیٹھ جائے لیکن ہر حال میں دائرہ کے درمیان نہ بیٹھے۔ اس واسطے کہ رسول اللہ ﷺ سے حدیث میں ہے کہ ابواللیث سمرقندی کی تنبیہہ میں لکھی گئی ہے۔ کہ جو شخص مجلس کے درمیان میں بیٹھتا ہے۔ وہ لعنتی ہے۔

دُعا اور بددعا

پھر پیر کی دعاء اور بددعاء کے بارے میں بات شروع ہوئی۔ آپ نے فرمایا زبانِ مبارک سے کہ دعا دو قسم کی ہوتی ہے: ایک نیک اور دوسرے بد۔ کسی کے حق میں بددُعا نہیں کرنی چاہیے۔

فرمایا ایک مرتبہ شیخ معین الدین حسن سنجری قدس اللہ سرہ کی خدمت میں حاضر تھے انہوں نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک روز میں اپنے پیر شیخ عثمان ہارونی قدس اللہ سرہ العزیز کے سامنے کھڑا تھا کہ شیخ برہان الدین نام کا ایک درویش جو شیخ معین الدین حسن سنجری کا ہم خرقہ تھا۔ اپنے ہمسایہ سے تنگ ہو کر اس کا گلہ کرتا ہوا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ شیخ نے فرمایا بیٹھ جاوہ بیٹھ گیا۔ پھر شیخ نے پوچھا کہ میں تجھے کچھ ملول سا دیکھتا ہوں اس نے سر جھکا کر عرض کیا کہ میرا ہمسایہ ہے۔ میں اس سے ہمیشہ تنگ رہتا ہوں۔ اس واسطے کہ اس نے اپنا مکان بلند بنوایا ہے اور ہر بار چھت پر چڑھتا ہے اور اس دُعا گو کے گھر کی بے پردگی ہوتی ہے۔ جونہی اس نے یہ عرض کی فوراً شیخ عثمان علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ کیا اسے معلوم ہے کہ تم ہم سے تعلق رکھتے ہو؟ اس نے عرض کی کہ ہاں! خواجہ صاحب نے دُعا کی کہ کیا وہ چھت سے نہیں گرتا اور اُس کی گردن نہیں ٹوٹتی۔ وہ فقیر آداب بجالا کر گھر واپس گیا ابھی آدھا راستہ طے کیا ہوگا۔ محلے داروں کا شور سنا کہ درویش کا فلاں ہمسایہ چھت سے گر پڑا ہے اور اس کی گردن ٹوٹ گئی ہے۔

رائے پتھورا کا انجام

پھر اسی موقع پر آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں اجمیر میں شیخ معین الدین (رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا۔ اور ان

SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

دنوں پتھورا (پرتھوی راج) زندہ تھا۔ اور کہا کرتا تھا کہ کیا ہی اچھا ہو جو یہ فقیر یہاں سے چلا جائے اور یہ بات ہر شخص کو کہا کرتا تھا۔ ہوتے ہوتے یہ خبر شیخ معین الدین نے بھی سن لی اور درویش بھی اس وقت موجود تھے۔ آپ اس وقت حالت سکر میں تھے فوراً آپ نے مراقبہ کیا۔ اور مراقبہ میں ہی آپ کی زبان مبارک سے یہ کلمات نکلے کہ ہم نے رائے پتھورا کو زندہ ہی مسلمان کے حوالے کیا۔ چنانچہ تھوڑے عرصے بعد سلطان شہاب الدین محمد غوری کا لشکر چڑھ آیا اور شہر کو لوٹ مار کرنے کے بعد پتھورا کو زندہ پکڑ کرلے گیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ درویش ایک پیالے میں آگ رکھتے ہیں۔ یعنی نقصان بھی پہنچا سکتے ہیں اور دوسرے میں پانی یعنی نفع پہنچا سکتے ہیں۔ خواجہ قطب الدین ابھی یہی فوائد بیان کر رہے تھے کہ ملک اختیار الدین اس قصبے کا مالک آیا اور آداب بجالا کر بیٹھ گیا اور کچھ نقدی خواجہ قطب الدین کی نذر کی لیکن شیخ نے حاضرین کی طرف دیکھ کر فرمایا ہمارے خواجگان کی رسم ہے کہ ہم کسی کی نذر قبول تو کر لیتے ہیں۔ لیکن یہ نقدی اوروں کے لیے ہے الغرض اس بوریئے کو جس پر کہ آپ بیٹھے ہوئے تھے اُٹھایا اور ملک اختیارالدین اور حاضرین کو دکھایا۔ جب انہوں نے نگاہ کی تو کیا دیکھتے ہیں کہ بوریئے کے نیچے سونے کی تھیلیوں کی نہر جاری ہے۔ شیخ نے فرمایا کہ اے اختیار الدین! جس شخص کو اللہ عزوجل اپنے خزانہ سے اس قدر مال وزر دے۔ وہ اختیار الدین کا مال کس طرح قبول کر سکتا ہے۔ اے شمس الدین! جا یہ اسی کو دے دے اور کہہ دے کہ خبردار! دوبارہ درویشوں کے ساتھ ایسی گستاخی سے پیش نہ آنا نہیں تو نقصان اٹھائے گا۔

بادشاہت کی بشارت

پھر فرمایا کہ ایک دفعہ شیخ معین الدین اور شیخ اوحد کرمانی اور شیخ شہاب الدین سہروردی اور دُعا گو ایک ہی جگہ بیٹھے ہوئے تھے کہ انبیاء کا تذکرہ شروع ہوا۔ اس وقت آپ نے زبانِ مبارک سے فرمایا کہ سلطان شمس الدین' اللہ تعالیٰ اس کی دلیل کو روشن کرے۔ ابھی بارہ سال کا تھا اور ہاتھ میں پیالہ لیے جا رہا تھا۔ بزرگوں کی نگاہ جب اس پر پڑی تو فوراً شیخ معین الدین کی زبان مبارک سے نکلا کہ یہ لڑکا جب تک دہلی کا بادشاہ نہ ہوگا۔ اللہ عزوجل اُسے دُنیا سے نہ اٹھائے گا۔

پھر آپ نے فرمایا کہ نیک دُعا بہت اچھی ہوتی ہے خصوصاً وہ جو بزرگوں کی زبان سے نکلے۔ پھر بیعت کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ بیعت دوبارہ ہو سکتی ہے اس واسطے کہ اگر کوئی بیعت سے پھر جائے یا اس میں شک پڑے تو ازسرِ نو بیعت کر لینی جائز ہے۔

ذکرِ بیعتِ رضوان

اس کے بعد فرمایا کہ شیخ الاسلام برہان الملۃ والدین کے حالاتِ مبارک میں میں نے پڑھا ہے کہ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے مطابق جب حضرت رسالت پناہ ﷺ نے مکہ فتح کرنے سے پہلے جب مکے کا ارادہ کیا تو عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ مکے والوں کی سفارت کرو۔ اسی اثناء میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی گئی کہ دشمن نے عثمان غنی ذوالنورین اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو شہید کر دیا ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے سنا۔ تو سارے صحابہ کو بلا کر فرمایا

WORLD ... SYED AJMER SHARIF

www.syedajmersharif.com

کہ آؤ! از سر نو بیعت کریں اور مکہ جائیں اور ہم سب یکساں لڑائی کریں یاروں نے حکم کے مطابق نئے سرے سے بیعت کی۔ اور اس وقت آپ درخت کے تلے تکیہ لگا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ اس بیعت کو بیعت رضوان کہتے ہیں۔ ان میں ایک صحابی تھے جسے ابن رکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں وہ بھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ مجھے بھی از سر نو بیعت کیجئے سرکار ﷺ نے فرمایا کہ تو نے اس سے پہلے بیعت کی ہوئی ہے۔ اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ چونکہ اس وقت ہم سب یکساں حرمت سے جاتے ہیں۔ اس لیے واجب ہے کہ آپ نئے سرے سے ہمیں بیعت کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے بیعت سے مشرف فرمایا پھر خواجہ قطب الاسلام نے زبانِ مبارک سے فرمایا کہ یہی سبب ہے جو از سر نو بیعت کر سکتے ہیں۔ دُعا گو نے التماس کی کہ اگر پیر نہ ہو پھر کیا کرے۔ آپ نے فرمایا کہ اپنے شیخ کا جامہ ہی سامنے رکھ لے اور بیعت کر لے پھر فرمایا کہ کوئی تعجب نہیں کہ شیخ معین الدین بھی ایسا ہی کرتے ہوں گے۔ اور اسی سبب سے یہ دُعا گو بھی اسی طرح بیعت کرتا ہے۔

مرید کا حُسنِ اعتقاد

اس کے بعد مریدوں کے حسن اعتقاد کے بارے میں ذکر شروع ہُوا تو آپ نے زبانِ مبارک سے فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک درویش کو بغداد میں کسی قصور کے بدلے پکڑا گیا۔ اور قتل گاہ میں کھڑا کر دیا گیا جب جلاد مقتل کی طرف آیا۔ اور چاہا کہ اس پر وار کرے اس درویش کی نظر اپنے پیر کی قبر پر پڑی۔ فوراً کعبہ سے منہ پھیر کر اپنے شیخ کی قبر کی جانب رُخ کیا۔ جلاد نے اس سے پوچھا کہ تو نے قبلہ سے منہ کیوں پھیرا؟ اس نے کہا کہ میرا منہ اپنے قبلہ کی طرف ہے تو اپنا کام کر درویش اور جلاد میں ابھی یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ سردار کا حکم آیا کہ اس درویش کو چھوڑ دو۔ خواجہ قطب الاسلام نے اشک بار ہو کر فرمایا۔ سچا عقیدہ ایسی چیز ہے کہ اس نے درویش کو قتل ہونے سے بچالیا۔

قبر پیر کی تعظیم

اسی موقع پر آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ خواجہ معین الدین قدس اللہ سرہ العزیز اپنے دوستوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور سلوک کی باتیں ہو رہی تھیں جب آپ دائیں طرف دیکھتے آپ اٹھ کھڑے ہوتے تمام لوگ یہ دیکھ کر حیران ہوئے کہ شیخ صاحب کس کی تعظیم کے لیے کھڑے ہوتے ہیں چنانچہ اس طرح انہوں نے کئی مرتبہ قیام کیا۔ الغرض جب سب دوست اور لوگ وہاں سے چلے گئے تو ایک دوست جو آپ کا منظور نظر تھا اس نے موقعہ پا کر عرض کی کہ آپ جس وقت ترغیب دیتے تھے۔ تو ہر مرتبہ آپ قیام کیوں کرتے تھے اور کس کی تعظیم کے لیے یہ قیام کیا تھا۔ شیخ معین الدین (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ اس طرف میرے پیر یعنی عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر ہے۔ پس جب اپنے پیر کی قبر کی طرف دیکھتا تھا تعظیم کے لیے اُٹھتا تھا۔ پس! میں اپنے پیر کے روضہ کے لیے قیام کرتا تھا۔

پھر فرمایا۔ کہ مرید کو اپنے پیر کی موجودگی اور غیر موجودگی میں یکساں خدمت کرنی چاہیے چنانچہ جس طرح اس کی زندگی میں خدمت کرتا تھا اسی طرح اس کے انتقال کے بعد بھی اس کے لیے لازم ہے بلکہ مناسب ہے کہ اس سے بھی زیادہ کرے۔

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

ذوقِ سماع

پھر سماع کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو آپ نے زبانِ مبارک سے فرمایا کہ دُعا گو کے نزدیک سماع میں کچھ ایسا ذوق ہے کہ مجھے کسی چیز میں لطف نہیں آتا۔ جتنا کہ سماع میں آتا ہے۔

پھر فرمایا کہ صاحب طریقت اور مشتاق حقیقت لوگوں کو سماع میں اس قسم کا ذوق حاصل ہوتا ہے جیسا کہ بدن میں آگ لگ اٹھتی ہے اگر یہ نہ ہوتا تو لقا کہاں ہوتا اور لقا (دیدار- ملاقات) کا لطف ہی کیا ہوتا۔

اس کے بعد فرمایا- کہ میں اور قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ شیخ علی سنجری قدس اللہ سرہ العزیز کی خانقاہ میں تھے۔ وہاں سماع ہو رہا تھا۔ اور قوال یہ قصیدہ پڑھ رہے تھے۔

کشتگان خنجر تسلیم را ہر زماں از غیب جانے دیگراست

ترجمہ: خنجر تسلیم کے مقتولوں کو ہر وقت غیب سے ایک نئی زندگی ملتی ہے۔

ہم دونوں پر اس شعر نے کچھ ایسا اثر کیا کہ ہم تین دن رات اسی شعر میں مدہوش رہے پھر جب ہم گھر آئے تو پھر بھی قوالوں سے یہی سنتے۔ چنانچہ تین دن رات اور بھی ہم اس شعر کی حالت میں رہے کہ ہمیں اپنے آپ کی کچھ سدھ بدھ نہ رہی تھی۔ اس طرح سات دن اور سات راتیں ہم نے اسی شعر میں گزار دیں اور ہر مرتبہ جب پڑھنے والے یہ پڑھتے تو ہم پر ایک خاص قسم کی حالت طاری ہوتی۔ جس کا بیان نہیں کر سکتے۔

اولیاء اللہ اور نماز

پھر آپ نے زبانِ مبارک سے فرمایا کہ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ میں اور قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ ایک شہر میں گئے۔ وہاں کیا دیکھتے ہیں کہ بارہ آدمیوں کی ایک جماعت عالم حیرانی میں کھڑی ہوئی ہے۔ اور ان کی آنکھیں آسمان کی طرف لگی ہوئی ہیں۔ وہ دن رات متحیر رہتے ہیں لیکن جب نماز کا وقت ہوتا تو نماز ادا کر کے عالم حیرانی میں محو ہو جاتے۔ پھر خواجہ قطب الدین علیہ الرحمہ نے زبانِ مبارک سے فرمایا کہ ہاں! اولیاء اللہ کا یہی خاصہ ہوتا ہے جو ان میں ہے کہ اگرچہ وہ متحیر تھے۔ لیکن نماز کا وقت فوت نہ ہونے دیتے تھے۔

ولی کی ولی کو نصیحت

اسی موقع پر آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ شیخ معین الدین حسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ خانہ کعبہ کی زیارت کے لیے میں سفر کر رہا تھا۔ چلتے چلتے ہم ایک شہر میں پہنچے۔ وہاں ایک بزرگ کو دیکھا کہ جو ایک کٹیا میں معتکف ہے۔ اور غار کے اندر کھڑا ہو کر دونوں آنکھیں آسمان کی طرف لگائے ہوئے ہے۔ جیسا کہ کوئی سوکھا ہوا ڈھانچا کھڑا کیا ہوا ہوتا ہے۔ یہ دیکھ کر شیخ معین الدین حسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ نے میری طرف دیکھ کر فرمایا کہ اگر تو کہے تو چند روز یہاں ٹھہر جائیں؟ میں نے عرض کیا بسر و چشم! غرض یہ کہ ہم تقریباً ایک ماہ اس کے پاس رہے۔ اس عرصے میں ایک روز وہ بزرگ عالمِ تحیر سے ہوش میں آیا۔ ہم نے اُٹھ کر سلام کیا۔ اس

WORK FOR HUMANITY SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

نے سلام کا جواب دیا۔ اور فرمایا: اے عزیزو! تم نے تکلیف اٹھائی اللہ عزوجل تمہیں اس کا اجر دے گا اس واسطے کے بزرگوں کا قول ہے کہ جو شخص درویشوں کی خدمت کرتا ہے وہ کسی مرتبے پر پہنچ جاتا ہے پھر فرمایا کہ بیٹھ جاؤ! ہم بیٹھ گئے۔ تو حکایت یوں بیان کرنی شروع کی کہ میں شیخ محمد اسلم طوسی ؒ کے فرزندوں میں سے ہوں اور تقریباً تیس سال سے عالم تحیر میں مستغرق ہوں۔ مجھے رات دن کی کچھ خبر نہیں آج اللہ تعالیٰ تمہاری وجہ سے مجھے صحو یعنی ہوش میں لایا۔ اے عزیزو! تم واپس چلے جاؤ! اللہ تمہیں اس تکلیف کا اجر دے گا۔ لیکن ایک بات فقیر کی یاد رکھنا۔ کہ جب تم نے راہِ طریقت میں قدم رکھا ہے تو دُنیا اور نفسانی خواہش کی طرف مائل نہ ہونا۔ اور خلقت سے کنارہ کشی کرنا اور جو تمہیں نذر و نیاز ملے اسے اپنے پاس جمع نہ کرنا۔ اگر ایسا کرو گے تو خطا کھاؤ گے جب اس بزرگ نے نصیحت ختم کی تو پھر عالم تحیر میں محو ہو گیا اور ہم وہاں سے واپس چلے آئے جب خواجہ قطب الاسلام نے ان فوائد کو ختم کیا۔ تو عالم سکر میں محو ہو گئے اور دُعا گو واپس چلا آیا۔ ایک ویرانہ میں گھر بنایا ہوا تھا وہاں آ کر یادِ الٰہی میں مشغول ہوا۔ والحمد للہ علیٰ ذلک۔

سلوک کے درجے

سوموار کے روز ماہِ شوال ۵۸۴ ہجری کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ چند درویش اہل صفا حاضر تھے اور سلوک کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی کہ طریقت کے اولیاء اور بزرگ مشائخ اور بحرو بر کے چلنے والوں نے سلوک کے حسب ذیل درجے مقرر کیے ہیں۔

بعض نے سلوک کے ایک سو اسی درجے مقرر کیے ہیں۔ لیکن طبقہ جنیدیہ نے ایک سو مرتبے مقرر کیے ہیں۔ اور بصریہ نے اُسی (۸۰) اور ذوالنون مصری نے ستر (۷۰) اور ابراہیم بشر حافی والوں نے پچپن (۵۵) اور خواجہ بایزید اور عبداللہ مبارک اور سفیان ثوری نے پینتالیس (۴۵) اور شجاع کرمانی اور خواجہ سمنون محب اور خواجہ محمد عرشی (رحمۃ اللہ علیہم) نے بیس (۲۰) مرتبے سلوک کے مقرر کیے ہیں۔ پھر خواجہ قطب الاسلام نے فرمایا کہ مندرجہ بالا طبقات نے سلوک کے درجے مقرر کر کے مندرجہ ذیل طور پر ان کی تمثیل کی ہے۔

چنانچہ جنہوں نے ایک سو اسی درجے مقرر کیے ہیں۔ انہوں نے اُسی (۸۰) واں حصہ کشف و کرامات کا رکھا ہے اگر اُسی (۸۰) ویں درجے پر پہنچ کر کشف و کرامات سے اپنے آپ کو بچالے تو باقی سو بھی طے کر لے گا اس کے بعد جو چاہے کشف کرے لیکن جب اُسی ویں (۸۰) درجہ میں ہی کشف کرے تو باقی سو درجے طے نہیں کر سکتا لیکن کامل مرد وہ ہے جو اپنے آپ کو اس وقت تک کشف نہ کرے جب تک کہ یہ تمام درجے حاصل نہ کر لے۔

حلقہ جنیدیہ میں سو مرتبے مقرر ہیں۔ انہوں نے سترہواں مرتبہ کشف و کرامات کا مقرر کیا ہے پس جو شخص اس سترہویں درجے میں کشف و کرامات میں مشغول ہو جائے تو وہ آگے ترقی نہیں کر سکتا۔ لیکن کامل مرد وہ ہی ہے جو سارے مرتبے طے کر لینے سے پہلے کشف نہ کرے۔

WORK FOR HUMANITY SYED AJMER SHARIF

www.syedajmersharif.com

پھر خواجہ قطب الاسلام نے دُعا گو کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ بات اہل طریقت نے اس لیے کہی ہے کہ جب سالک ایک سو اسی (۱۸۰) ویں درجے پر پہنچ کر بھی اپنے آپ کو کشف نہ کرے تو وہ اور ترقی کر سکتا ہے لیکن سالک عموماً اسی درجہ میں جو کشف و کرامت کے لیے مقرر کیا گیا ہے۔ اسی میں اپنے آپ کو ظاہر کر دیتا ہے پس آگے کہاں ترقی کر سکتا ہے۔

طبقہ بصریہ کے مطابق اُسی (۸۰) ویں درجے پر پہنچ کر کشف و کرامات میں مشغول نہ ہووے۔ تو بہتر ہے۔ اس لیے کہ اور مرتبوں میں بھی ترقی کر سکے۔

لیکن خواجہ ذوالنون مصری والوں نے ستر (۷۰) درجے مقرر کر کے پچیسواں درجہ کشف و کرامات کا مانا ہے۔ پس سالک کو چاہیے کو پچیسویں درجے پر پہنچ کر اپنے تئیں کشف نہ کرے اگر کرے گا تو اسی درجہ میں رہ جائے گا۔ اور باقی پینتیس (۳۵) نہیں کر سکے گا۔ لیکن خواجہ بایزیدؒ والوں نے پینتالیس درجے مقرر کر کے تیرہواں درجہ کشف و کرامات کا مانا ہے۔ جب سالک اس تیرہویں درجے میں اپنے آپ کو کشف کر دے تو باقی مرتبے حاصل نہیں کر سکتا۔

پھر آپ نے فرمایا کہ بعض اولیاء اور مشائخ جنہوں نے اپنے آپ کو اِن مراتب میں کشف کر دیا۔ وہ اسی مرتبے میں رہ گئے ہیں۔ ان کو کامل نہیں کہا جاتا کیونکہ انہوں نے اپنے آپ کو اس مرتبے میں ظاہر کر دیا۔ لیکن کامل حال وہ اشخاص ہیں کہ جب تک سارے مرتبے طے نہیں کر لیتے کشف و کرامات کی بات ظاہر نہیں کرتے۔ اگرچہ سارے درجے طے کرنے کے بعد کشف و کرامت کرتے ہیں۔ تو عین وہی ہوتا ہے جو وہ کہتے ہیں پس اولیاء اللہ کی دُعا میں جو فرق آ جاتا ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ اس مرتبے کے شروع ہی میں اپنے آپ کو کشف کر دیتے ہیں اور باقی درجوں میں محروم رہتے ہیں اور جو کامل ہیں وہ جب تک پورے درجے طے نہیں کر لیتے کشف نہیں کرتے۔ پس ان کی دُعا ضائع نہیں جاتی۔

لیکن طریقت کے اماموں نے جو سلوک کے تیس درجے مقرر کیے ہیں انہوں نے آٹھواں مرتبہ کشف و کرامات کا مقرر کیا ہے لیکن جب تک تیسویں درجے تک نہیں پہنچ جاتے۔ وہ کشف و کرامات نہیں کرتے۔ لیکن طبقہ شاہ شجاع کرمانی اور سمنون محب اور خواجہ محمد عرشی (رحمۃ اللہ علیہم) نے بیس درجے مقرر کیے ہیں اور دسواں درجہ کشف و کرامت کا رکھا ہے۔ پس جو شخص اپنے آپ کو اسی دسویں مرتبے میں کشف کر دے تو اسی میں رہتا ہے۔ آگے ترقی نہیں کر سکتا مگر خواجگان چشت نے پندرہ مرتبے سلوک کے مقررہ کر کے پانچواں کشف و کرامت کا مقرر کیا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے آپ کو پانچویں مرتبے میں ظاہر کر دے تو باقی مرتبے حاصل نہیں کر سکتا۔ پس وہ ضائع ہے لیکن خواجگان چشت میں کامل وہ ہے کہ جب پندرہویں درجے تک پہنچ جائے۔ اپنے تئیں ظاہر نہ کرے جب خواجہ قطب الاسلام نے یہ تمثیل سلوک کی بیان فرمائی تو آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور رونے لگے اور اس دعا گو کی طرف مخاطب ہو کر فرمانے لگے کہ دائرہ محمدیہ (ﷺ) میں ایسے مرد بھی ہیں جو ان مذکورہ بالا اہتمام مراتب کو طے کر کے لاکھوں درجے اور بھی طے کر جاتے ہیں اور پھر بھی اپنے دوست کا ذرہ بھر بھید ظاہر نہیں کرتے۔ انہیں اپنے آپ کی خبر نہیں ہوتی کہ ہم کون ہیں اور کیا ہیں۔ جب یہ حالت ہوتی ہے تو بلحاظ مقام کے ترقی کرتے جاتے ہیں اور جوں جوں ترقی کرتے جاتے ہیں عالم تحیر میں پڑتے ہیں اور جب عالم تحیر میں پڑتے ہیں تو ان کا فراق وصل سے بدل جاتا ہے۔ جونہی کہ

WORLD OF HUMANITY
SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

خواجہ قطب الاسلام (ہمیشہ ان کی برکتیں رہیں) نے ان فوائد کو ختم کیا۔ عالم تحیر میں مشغول ہو گئے اور دعا گو کی ایک ویرانے میں کٹیا تھی۔ وہاں جا کر مشغول ہو گیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

تکبیر کہنے کا صحیح موقع

سوموار کے روز ماہ ذیقعد ۵۸۴ ہجری کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ اہل صفا اور درویشوں کا ایک گروہ مولانا علاؤالدین کرمانی اور شیخ محمود موزہ دوز حاضر خدمت تھے۔ درویشوں کی تکبیر کہنے کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی کہ درویش لوگ جو گلی کوچوں میں اور دروازوں اور بازاروں میں تکبیر کہتے ہیں ان کی اصلیت کیا ہے خواجہ قطب الاسلام ادام اللہ برکاتہ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ اس طرح پر تکبیر کہنی کہیں نہیں آئی جیسا کہ تکبیر کے موقعہ پر کہتے ہیں کیونکہ تکبیر اصل میں شکر کے موقعہ پر کہی جاتی ہے۔ جب انسان کو کوئی دنیاوی یا دینی نعمت حاصل ہو تو نعمت کی زیادتی کیلئے شکر کرتا ہے۔ ایسے موقعہ پر تکبیر جائز ہے۔

پھر فرمایا کہ ایک روز میں بغداد میں شیخ شہاب الدین سہروردی کی مجلس میں حاضر تھا جو تشاغل میں نے ان میں دیکھی۔ وہ میں نے اپنی ساری سیر و سیاحت میں کہیں نہیں دیکھی۔

الغرض! ایک خرقہ پوش درویش آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کیا۔ شیخ شہاب الدین کو تکبیر کا بیان کچھ دشوار سا معلوم ہوا اور یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے اور صحابہ کرام آپ کے گردا گرد حلقہ باندھے بیٹھے ہوئے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے یاروں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن چوتھائی بہشت تمہیں ملے گی اور باقی تین چوتھائی دوسری امتوں کو۔ فوراً امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور دوسرے یاروں نے اللہ اکبر کہا۔ اس واسطے کہ نعمت زیادہ ہو۔ دوسری مرتبہ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تیسرا حصہ بہشت کا تمہیں ملے گا اور باقی دو تہائی دوسری امتوں کو۔ جونہی کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور باقی صحابہ کرام نے اٹھ کر تکبیر کہی۔ اس واسطے کہ شکر کرنے سے نعمت اور زیادہ ہو جائے۔ تیسری مرتبہ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نصف بہشت تمہیں ملے گی اور باقی نصف دوسری امتوں کو امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور باقی سب یار کھڑے ہوئے اور اس نعمت کا شکر بجالائے تاکہ اور زیادہ ہو۔ چوتھی مرتبہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بہشت میں سب سے پہلے میری امت داخل ہوگی اور بعد میں دوسری امتیں پھر سب یاروں نے اٹھ کر شکریہ ادا کیا پھر شیخ شہاب الدین قدس اللہ سرہ العزیز نے فرمایا کہ فقیر لوگ جو چار تکبیریں کہتے ہیں اسی وجہ سے ہیں۔ پس ہر موقع پر تکبیر نہیں کہنی چاہیے۔

پیر کے آواز دینے پر نفل نماز توڑ دے

اس کے بعد اس بارے میں گفتگو شروع ہوئی کہ اگر مرید نفل کی نماز میں مشغول ہو اور اس کا پیر اس کو آواز دے اگر وہ پیر کی بات کا جواب دینے کیلئے نفل کی نماز کو ترک کر دے تو اس کی بابت آپ کی کیا رائے ہے؟ خواجہ قطب الاسلام نے زبان مبارک سے فرمایا کہ یہ بہتر ہے کہ وہ نماز ترک کر کے اپنے پیر کی بات کا جواب دے کیونکہ یہ نفلوں کی نماز سے افضل ہے اور اس میں بہت بڑا ثواب ہے۔

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

اسی موقعہ کے مناسب آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نفل کی نماز میں مشغول تھا۔ شیخ معین الدین ادام اللہ برکاتہ نے مجھے آواز دی۔ میں نے فورا نماز ترک کی اور لبیک کہا۔ آپ نے فرمایا ادھر آؤ! جب میں حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا کہ تو کیا کر رہا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں نفل ادا کر رہا تھا۔ آپ کی آواز سن کر نماز ترک کر دی اور آپ کو جواب دیا۔ آپ نے فرمایا بہت اچھا کام کیا ہے کیونکہ یہ نفلوں کی نماز سے افضل ہے۔ اپنے پیر کے دینی کام میں معتقد ہونا بہت اچھا کام ہے۔

توبہ کے تقاضے

پھر اس بارے میں گفتگو شروع ہوئی کہ جب انسان توبہ کرے تو پھر اسے گناہوں سے میل جول نہیں رکھنا چاہئے جن سے

وہ پہلے رکھتا تھا کہ کہیں پھر اس گناہ میں مشغول نہ ہو جائے کیونکہ انسان کیلئے بری صحبت سے بڑھ کر اور کوئی بری چیز نہیں۔ اس واسطے کہ محبت کی تاثیر ضرور ہو جایا کرتی ہے اور اسے چاہئے کہ خود بھی جس کام سے توبہ کی ہے اس سے کنارہ کشی کرتا رہے اور

اسے اپنا دشمن خیال کرتا رہے

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ خواجہ حمید الدین پہلوانی ایک مرد بزرگ جو حضرت خواجہ معین الدین کے مریدوں میں سے تھے اور اس دعاگو کے ہم فرقہ تھے جب انہوں نے توبہ کی تو یار اور ہم نشین پھر آئے اور آپ سے کہا کہ آؤ! پھر وہی عیش لوٹیں۔ خواجہ حمید الدین بہلوانی نے وہاں جانے سے انکار کیا اور کہا کہ جاؤ! گوشہ میں بیٹھو اور اس مسکین کو چھوڑ دو کہ میں نے اپنا ازار بند

ایسا مضبوط باندھا ہے کہ بہشت میں حوروں پر بھی نہیں کھلے گا۔ خواجہ قطب الاسلام انہیں فوائد کو بیان کر رہے تھے کہ طعام لایا گیا۔ خواجہ اور باقی درویش کھانے میں مشغول ہو گئے۔ اسی اثنا میں شیخ نظام الدین ابوالموید اندر آئے اور سلام کیا۔ خواجہ قطب الاسلام نے ان کی ذرہ بھر پروانہ کی اور سلام کا جواب تک نہ دیا۔ شیخ نظام الدین ابوالموید کو یہ بات ناگوار گزری۔

مصروفِ طاعت پر جوابِ سلام نہیں

الغرض! جب طعام سے فارغ ہوئے تو ابوالمؤید نے سوال کیا کہ جس وقت ہم آئے تو اس وقت آپ کھانا کھا رہے تھے۔ میں نے سلام کیا تو آپ نے جواب تک نہ دیا اس کی کیا وجہ ہے؟ خواجہ قطب الاسلام نے فرمایا کہ ہم اس وقت طاعت میں تھے ہم کس طرح سلام کا جواب دیتے کیونکہ درویش لوگ جو کھانا کھاتے ہیں تو صرف اس غرض سے کھاتے ہیں کہ ان میں عبادت کرنے کی طاقت پیدا ہو جائے چونکہ ان کی نیت بھی یہی ہوتی ہے۔ اس لئے وہ درحقیقت عبادت میں مشغول ہوتے ہیں۔ پس جو شخص خدا کی بندگی میں مشغول ہو اس پر واجب نہیں کہ سلام کا جواب دے۔ اور آنے والے شخص پر جائز ہے کہ وہ سلام نہ کہے اور بیٹھ کر کھانا کھانے میں مشغول ہو جائے جب کھانے سے فارغ ہو جائے تو پھر سلام کہے۔

خواجہ صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) نے اسی موقعہ کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ شیخ ابوالقاسم نصیرآبادی جو شیخ ابوسعید ابوالطاہر قدس اللہ سرہ العزیز کے پیر تھے۔ اپنے یاروں کے ہمراہ کھانا کھانے میں مشغول تھے۔ امام الحرمین رحمۃ اللہ علیہ جو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے استاد تھے اندر آئے اور سلام کہا لیکن یاروں نے ان کی طرف توجہ نہ کی۔ جب کھانا کھا چکے تو امام الحرمین نے کہا کہ میں نے آکر سلام کیا لیکن تم نے اس کا جواب بھی نہ دیا۔ کیا یہ طرز اچھی ہے؟ شیخ ابوالقاسم نے کہا کہ رسم ہی یہی ہے کہ جو شخص کسی جماعت میں آئے وہ کھانا کھانے میں مشغول ہوں تو نوارد کو چاہئے کہ سلام نہ کہے اور بیٹھ جائے۔ جب کھانا کھانے سے فارغ ہو کر ہاتھ دھولیں تو اٹھ کر سلام کہے اور امام الحرمین نے کہا۔ کیا یہ از روئے عقل کہتے ہو یا از روئے نقل۔ شیخ ابوالقاسم نے کہا از روئے عقل۔ اس واسطے کہ جو طعام کھایا جاتا ہے وہ عبادت کی قوت کیلئے کھایا جاتا ہے جب کوئی شخص طعام اس نیت سے کھاتا ہے تو وہ اس وقت عین طاعت میں ہے پس جو شخص عین طاعت میں ہو وہ سلام کا جواب کس طرح دے سکتا ہے۔ اس کے بعد خواجہ قطب الاسلام ادام اللہ برکاتہ، عالم سکر میں مشغول ہوئے اور دعا گو واپس آکر اپنی کٹیا میں یادالٰہی میں مشغول ہو گیا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ

کعبۂ معظمہ اللہ والوں کا طواف کرتا ہے

ہفتہ کے روز ماہ ذوالحجہ ۵۸۴ ہجری کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ حج کرنے کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ اس وقت قاضی حمیدالدین ناگوری و مولانا علاؤالدین کرمانی اور سید نورالدین مبارک غزنوی اور سید شرف الدین اور شیخ محمود موزہ دوز اور مولانا فقہ خدائیداد (رحمۃ اللہ علیہم) اور باقی جو وہاں موجود تھے۔ ان میں سے ہر ایک ایسا باکمال تھا کہ عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک ان کی نگاہ میں کوئی حجاب نہ تھا اور سارے ہی صاحب کشف و کرامت تھے۔ اس وقت خانہ کعبہ کے مسافروں کی

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF

حکایت شروع ہوئی۔ خواجہ قطب الاسلام نے زبان مبارک سے فرمایا کہ خدا کے ایسے بندے بھی ہیں کہ جب وہ اپنی کٹیا میں ہوتے ہیں تو خانہ کعبہ کو حکم ہوتا ہے کہ جا کر ان کے گرد طواف کرے۔ ابھی یہ فرما رہے تھے کہ آپ اور سارے حاضرین اٹھ کر عالم تحیر میں محو ہو گئے اور شوق میں مستغرق ہو گئے۔ اس اثنا میں سارے اشخاص وہی الفاظ زبان سے نکالتے تھے جو حاجی لوگ طواف کے وقت بولتے ہیں اور ان کی کیفیت یہ تھی کہ ہر ایک کے بدن سے خون جاری تھا اور جو خون کا قطرہ زمین پر گرتا تھا اس سے تکبیروں کے نقش بنتے جاتے تھے۔ جب ہوش میں آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ خانہ کعبہ سامنے کھڑا ہے۔ ہم سارے مقررہ آداب بجالائے اور چار مرتبہ اس کے گرد پھرے۔ غیب سے آواز آئی کہ اے عزیزو! ہم نے تمہارا حج، تمہارا طواف اور تمہاری نمازیں قبول کرلیں اور نیز ان لوگوں کی جو تمہارے تابع پیرو ہیں۔

اس کے بعد خواجہ قطب الاسلام ادام اللہ برکاتہ نے فرمایا کہ شیخ الاسلام معین الدین حسن سنجری قدس اللہ سرہ العزیز ہر سال اجمیر سے خانہ کعبہ جایا کرتے تھے لیکن جب ان کا کام کمالیت کو پہنچ گیا تو جو حاجی حج کیلئے جایا کرتے تھے وہ آپ کو وہاں پاتے حالانکہ آپ گھر میں گوشہ نشین ہوا کرتے۔ آخر معلوم ہوا کہ خواجہ معین الدین ہر رات خانہ کعبہ جاتے تھے اور رات وہاں بسر کرتے تھے اور صبح کی نماز باجماعت اپنے گھر میں ادا کرتے تھے۔

پھر اسی موقعہ کے مناسب یہ فرمایا کہ میں نے خواجہ معین الدین کی زبان مبارک سے سنا ہے جنہوں نے یہی حکایت شیخ عثمان ہاروَنی کی زبان مبارک سے سنی تھی کہ آپ ایک روز سمرقند میں تھے کہ خواجہ مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ حالت تھی کہ جب کبھی آپ کو کعبہ کے دیدار کا اشتیاق ہوتا تو فرشتوں کو حکم ہوتا کہ خانہ کعبہ طشت میں لاکر رکھو! اور خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کو دکھاؤ۔ جب خواجہ رحمۃ اللہ علیہ طواف وغیرہ ساری رسومات ادا کر لیتے تو فرشتے خانہ کعبہ کو اس کے اصلی مقام پر پہنچا دیتے۔

پھر آپ نے فرمایا کہ خواجہ حذیفہ مرعشی قدس اللہ سرہ العزیز نے ستر سال سجادہ سے قدم مبارک نہ اٹھایا اور کہیں تشریف نہ لے گئے لیکن وہ مسافر اور حاجی جو ہر سال خواجہ صاحب کی زیارت کیلئے آتے تو کہا کرتے کہ ہم نے خواجہ کو بیت المقدس میں دیکھا ہے۔

جلد حفظِ قرآن کے لئے سورۂ یوسف کا پڑھنا

پھر قرآن شریف کے پڑھنے اور اس کے یاد کرنے کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ خواجہ قطب الاسلام ادام اللہ برکاتہ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ دعا گو کو ابتدائے حال میں قرآن شریف یاد نہیں تھا۔ اس لئے طبیعت پریشان سی رہا کرتی تھی۔ ایک رات میں نے حضرت رسالت پناہ ﷺ کو خواب میں دیکھا تو اپنی آنکھوں کو آنحضرت ﷺ کے قدم مبارک پر ملا اور زار زار رویا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! میری ایک التماس ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے یاد ہے! آپ کو میری حالت پر رحم آیا اور فرمایا کہ سر اٹھا میں نے سر اٹھایا۔ آپ نے فرمایا کہ سورہ یوسف پڑھا کرتا کہ تجھے قرآن شریف حفظ ہو جائے پھر میری آنکھ کھلی تو اس کے بعد میں ہمیشہ سورہ یوسف پڑھتا رہا یہاں تک کہ جلد ہی مجھے قرآن شریف حفظ ہو گیا۔

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF

حفظِ قرآن کے لئے سورۂ اخلاص کا پڑھنا

پھر اسی موقعہ کے مناسب فرمایا کہ میں نے شیخ معین الدین حسن سنجری قدس اللہ سرہ العزیز کی زبانی سنا جنہوں نے اپنے پیر خواجہ عثمان ہارونی کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ابو یوسف چشتی کو قرآن شریف حفظ نہ تھا ایک رات آپ اسی متردد حالت میں سو گئے خواب میں اپنے پیر کو دیکھا۔ انہوں نے فرمایا تو اتنا متردد کیوں ہے؟ اس نے عرض کی کہ قرآن شریف یاد کرنے کیلئے۔ آپ نے فرمایا کہ ہر روز ہزار بار سورہ اخلاص اس نیت سے پڑھا کہ کہ مجھے قرآن شریف حفظ ہو جائے ان شاء اللہ تعالیٰ خدا تیرے نصیب کرے گا۔ اور اگر کوئی اور بھی پڑھے گا تو اسے بھی نصیب ہوگا۔ جب میں جاگا تو حسب الہدایت ہر روز سورہ اخلاص پڑھا کرتا تھا۔ تھوڑے ہی دنوں میں خدا کے فضل سے مجھے قرآن شریف حفظ ہوگیا۔ آخری عمر میں یہاں تک کہ کمال حاصل کیا کہ ہر روز پانچ ختم کلام اللہ کے کرتا اور پھر کسی دوسرے کام میں مشغول ہوتا۔ جب خواجہ قطب الاسلام نے ان فوائد کو ختم کیا تو عالم تحیر میں مشغول ہوگئے اور دعا گو بھی ایک ویرانے میں جہاں اس کی کٹیا تھی۔ یادالٰہی میں مشغول ہوگیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

حوضِ شمسی (ایک ایمان افروز حکایت)

جمعہ کے روز ماہ شوال ۶۲۰ھ ہجری کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ اہل صفا حاضر تھے اور حوض شمسی کے پانی کا تذکرہ ہو رہا تھا۔ خواجہ قطب الاسلام ادام اللہ برکاتہ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ جب شمس (سلطان شمس الدین التمش) نے چاہا کہ دہلی میں حوض بنائے تو ایک روز اپنے امیروں وزیروں کے ہمراہ حوض کیلئے جگہ تلاش کرنے کیلئے نکلا۔ جہاں پر اب حوض واقع ہے جب یہاں پہنچا تو کھڑا ہوگیا اور کہا کہ یہ زمین حوض کیلئے بہتر ہے چونکہ وہ خدارسیدہ مرد تھا۔ اسی نیت سے اس رات مصلے پر وہیں سوگیا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ اس چبوترے کے نزدیک جو حوض میں واقع ہے۔ ایک مرد نہایت خوبصورت اور وجیہہ جس کی صفت بیان نہیں ہوسکتی۔ گھوڑے پر سوار ہے اور چند آدمی اس کے ہمراہ ہیں۔ جونہی کہ ان کی نظر مجھ پر پڑی۔ مجھے اپنے پاس بلایا۔ اور فرمایا کہ تیری کیا نیت ہے۔ میں نے عرض کی کہ میری نیت یہاں حوض بنوانے کی ہے۔ اس گفتگو میں ایک شخص نے جو نزدیک ہی کھڑا تھا۔ آہستہ سے میرے کان میں کہہ دیا کہ اے شمس! یہ رسول خدا ﷺ ہیں تو درخواست کرتا کہ تیری مراد حاصل ہو۔ چونکہ مجھے اس وقت حوض کا خیال تھا۔ میں نے وہی عرض کی اور آپ کے مبارک قدموں پر گر پڑا۔ پھر میں نے دست بستہ عرض کی تو آنحضرت ﷺ نے جہاں پر چبوترہ واقع ہے دست مبارک زمین پر مارا۔ اور فرمایا اے شمس! اس جگہ حوض کھدوانا کہ یہاں کے حوض کا پانی ایسا لذیذ ہوگا کہ کسی جگہ کا پانی اس کا مقابلہ نہ کر سکے گا۔ ہم اسی گفتگو میں تھے کہ میری نیند کھل گئی۔ اس صبح اٹھ کر ہم وہاں پہنچے تو دیکھا کہ جہاں پر آنحضرت ﷺ کے گھوڑے نے سم مارا، وہاں سے پانی جاری ہے۔ اسی جگہ ٹھہر گیا اور حوض بنوایا جو شخص وہاں آکر پانی پیتا۔ قسم کھا کر یہی کہتا کہ اگر لاکھوں شیرینیاں اکٹھی کر کے کھائی جائیں تو بھی اس پانی جیسی لذت نہیں آتی۔

خواجہ قطب الاسلام نے زبان مبارک سے فرمایا کہ اس پانی کی شیرینی صرف آنحضرت ﷺ کے قدم مبارک کی برکت سے ہے اور دوسرے اس حوض کے مبارک ہونے کی وجہ ہے کہ اس کے گرد کئی بزرگ لیٹے پڑے ہیں اور نہ معلوم اور کتنے لیٹیں

WORK OF HUMANITY
SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

گے۔ پھر خواجہ قطب الاسلام ادام اللہ برکاتہ نے آب دیدہ ہو کر فرمایا ہمیں امید ہے کہ ہم بھی اسی حوض کے نزدیک اپنا مسکن بنائیں گے پھر خواجہ صاحب نے شمس والی کی بابت فرمایا کہ وہ از حد صاحب اعتقاد تھا۔ کسی نے اس کو سوئے نہیں دیکھا۔ وہ راتوں کو جاگتا رہتا اور عالم تحیر میں کھڑا رہتا۔ پھر فرمایا کہ اگر سو بھی جاتا تو وہ فوراً جاگ اٹھتا اور آپ ہی پانی لے کر وضو کرتا اور مصلے پر جا بیٹھتا۔ اور اپنے کسی نوکر کو نہ جگاتا اور یہ کہتا کہ میں آرام کرنے والوں کو تکلیف دوں۔ پھر فرمایا کہ کئی رات وہ خرقہ پہنتا لیکن کسی کو اس کی خبر نہ کرتا لیکن ایک شخص جو اس کا ہمراز تھا۔ اسے ہمراہ لے کر بہت سی تھیلیاں سونے کی بھر کر ہر مسلمان کے دروازے پر جاتا اور ہر ایک کا حال پوچھ کر ان کو بانٹ دیتا۔ جب وہاں سے فارغ ہوتا تو مسجدوں اور خانقاہوں اور عبادت خانوں اور بازاروں میں گشت کرتا اور ان میں جو رہا کرتے تھے ان کو کچھ نہ کچھ دیتا اور لاکھوں عذر کرتا اور ساتھ ہی یہ کہتا خبردار! کسی کے آگے اس بات کا ذکر نہ کرنا۔ جب دن نکلتا تو عام طور پر سب کو کہتا کہ ان مسلمانوں کو لاؤ جنہوں نے رات کو فاقہ کیا ہے۔ حکم کے بموجب وہ لائے جاتے تو ان کو ان کی احتیاج کے موافق دیتا اور ان سے قسم لیتا کہ جب کبھی تمہیں اناج وغیرہ کی ضرورت ہو۔ یا کوئی تم پر ظلم کرے تو میرے پاس آؤ! کہ میں تخت پر بیٹھا ہوا ہوں اور انصاف کی زنجیر میں نے دروازے پر لٹکائی ہوئی ہے۔ اس کو ہلاؤ اور میں تمہارا انصاف کروں گا تاکہ کہیں قیامت کو تم مجھ پر دعویٰ نہ کرو۔

پھر خواجہ قطب الاسلام ادام اللہ برکاتہ نے فرمایا کہ وہ یہ بات اس لئے کرتا تھا تاکہ ایسا کرنے سے وہ سبکدوش ہو جائے اور قیامت کے دن مخلصی پائے کہ میں نے تو کہہ دیا تھا تم خود نہ آئے۔

پھر آپ نے فرمایا کہ ایک روز اس نے آ کر اس دعا گو کے قدم پکڑے۔ میں نے کہا تیری کیا حاجت ہے؟ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے سلطنت مجھے عطا فرمائی ہے اور سب کچھ ہے لیکن میری التماس یہ ہے کہ (معلوم نہیں) قیامت کو میرا حشر کس گروہ میں ہوگا اور پھر وہ واپس چلا گیا۔

پھر فرمایا کہ وہ از حد نیک معاملہ تھا اور درویشوں کا تو غلام تھا کہ اس کا ذرہ بھر بھی ان کی محبت سے خالی نہ تھا۔

پھر فرمایا کہ ایک دفعہ میں بدایوں کی طرف سفر کر رہا تھا اور شمس والی بھی بدایوں میں تھا ایک روز گیند کھیلنے کیلئے باہر گیا ایک بوڑھے کمزور نے اس سے کچھ مانگا لیکن اسے کچھ نہ دیا۔ جب آگے بڑھا تو ایک نوجوان ہٹے کٹے آدمی کو دیکھا تو تھیلی سے کچھ روپیہ نکال کر اسے دیا آگے بڑھا تو امیروں وزیروں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ دیکھو! اس بوڑھے نے مجھ سے مانگا لیکن میں نے اسے کچھ نہیں دیا اور اس نوجوان تندرست کو میں نے بغیر مانگے دے دیا۔ یہ اس واسطے ہے تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ اگر میری مرضی ہوتی تو اس بڈھے کو دیتا جو لینے کا مستحق تھا لیکن جس کو دیتا ہے خدا دیتا ہے میں درمیان میں کون ہوں جو کہوں میں نے اسے کچھ دیا اور اسے نہ دیا جو کچھ ہے سب اللہ تعالیٰ کی مرضی پر موقوف ہے۔

شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کی بزرگی

اسی موقعہ پر آپ نے فرمایا کہ شیخ الاسلام دہلی نے میرے بھائی شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ پر یہ تہمت لگائی کہ دعویٰ تو

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF

www.syedajmersharif.com

درویشی کا کرتا ہے لیکن خیال اس کا امیری کی طرف ہے۔ چنانچہ یہ خبر شمس والی نے بھی سن لی۔ اس نے شیخ جلال الدین کے روبرو کچھ نہ کہا۔ شیخ الاسلام دہلی کا اس میں کچھ خاص کام تھا نوبت یہاں تک پہنچی کہ ان کو بلایا گیا اور شیخ جلال الدین کو کہلا بھیجا کہ اس دعویٰ کیلئے کوئی منصف ہونا چاہئے۔

شیخ الاسلام دہلی نے کہلا بھیجا کہ جس کو آپ منصف کریں پھر شیخ جلال الدین نے کہلا بھیجا کہ شیخ بہاؤالدین زکریا منصف رہے۔ شیخ الاسلام نے کہلا بھیجا کہ ان کو بلایا جائے چنانچہ دوسرے روز سارے بزرگ اکٹھے ہوئے اور شیخ جلال الدین بھی آئے اور معمولی صف میں بیٹھ گئے۔ شمس والی نے بہت چاہا کہ شیخ جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ آپ سے اوپر بیٹھیں لیکن شیخ جلال الدین نے فرمایا کہ اب دعویٰ کا مقام ہے میرا اس وقت مقام یہی ہے۔ اس کے بعد شیخ الاسلام نے جلال الدین کے مناسب حال روایتیں اور باتیں بیان کیں۔ اسی اثنا میں شیخ بہاؤالدین زکریا قدس اللہ سرہ العزیز بھی آن پہنچے۔ سب لوگ حیران رہ گئے۔ ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ شیخ بہاؤالدین زکریا کو کس نے خبر کی تھی اور وہ ملتان سے کب روانہ ہوئے اور کب یہاں پہنچے اور جب شیخ بہاؤالدین زکریا وہاں آئے تو جہاں پر بزرگوں نے جوتیاں اتاری تھیں وہاں کھڑے ہو گئے اور شیخ جلال الدین کی نعلین مبارک کو پہچان کر زمین سے اٹھالیا اور چوم کر سر آنکھوں پر رکھ لیا اور پھر آستین مبارک میں رکھ کر آئے اور سلام کہا اور شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کی بزرگی میں کوئی کلام نہیں کیا کیونکہ جب بہاؤالدین جیسے منصف نے شیخ جلال الدین کی نعلین مبارک کو بوسہ دے کر آستین میں رکھ لیا۔ پس معلوم ہو گیا کہ وہ دعویٰ باطل ہے جو شیخ الاسلام دہلی نے شیخ جلال الدین پر کیا ہے اور یہ فعل کہ ان کی نیت میں نہیں ہے شمس والی نے بہت ہی معذرت کی۔

الغرض! شیخ جلال الدین اور شیخ بہاؤالدین دونوں ندی کے کنارے آئے۔ رات اسی جگہ بسر کی۔ جب دن چڑھا تو شیخ بہاؤالدین ملتان کی طرف وداع ہوئے اور شیخ جلال الدین تبریزی لکھنوتی (ہندوستان) کو روانہ ہو گئے۔ اور مدت تک زندہ رہے۔ (رحمۃ اللہ علیہم)

الغرض! بہت عرصہ نہ گزرنے پایا کہ شیخ الاسلام دہلی پیٹ کے درد میں مبتلا ہوئے اور اسی عارضہ میں انتقال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

پھر دنیا کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی تو آپ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ سالک کیلئے دنیا سے بڑھ کر کوئی حجاب نہیں۔ اس واسطے کہ کوئی شخص اس وقت تک خدا رسیدہ نہیں ہوتا۔ جب تک وہ دنیا میں مشغول رہتا ہے اور اہل سلوک نے فرمایا ہے کہ بندے اور خدا کے درمیان دنیا سے بڑھ کر اور کوئی حجاب نہیں۔ پس جو شخص دنیا میں مشغول ہو جائے وہ خدا سے لاتعلق رہتا ہے۔ لوگ جس قدر دنیا میں مشغول رہتے ہیں اسی قدر خدا کی طرف سے لاتعلق رہ جاتے ہیں اور اس سے جدا ہوتے ہیں۔

محبتِ دنیا پر ابلیس کا خوش ہونا

پھر فرمایا کہ جب دنیا میں دنیا کی محبت رکھی گئی تو تمام فرشتوں نے اس بات پر زور دیا۔ لیکن ابلیس لعین خوش ہوا اور کہا کہ

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

(حضرت) آدم (علیہ السلام) کے فرزندوں میں فساد کی بنیاد ڈالی گئی۔ اس واسطے کہ اس مردار کی خاطر بھائی بھائی کو ہلاک کردے گا اور رشتہ دار قطع تعلق کرلیں گے اور کئی شہر خراب ہوجائیں گے اور آدمی ایک دوسرے سے جدا ہوجائیں گے اور ایک دوسرے سے عداوت رکھیں گے اور ہلاک ہوجائیں گے اور دنیا برقرار رہے گی۔ اس دنیا کی محبت کو لعنتی شیطان نے بڑی تعظیم و تکریم سے سرآنکھوں پر رکھا۔ حکم ہوا۔ اے عزازیل! تو نے یہ کیا کیا؟ کہ تو نے دنیا کی محبت کو بڑے ادب کے ساتھ سرآنکھوں پر رکھا۔ اس نے کہا: اے پروردگار! دنیا کو میں نے اس واسطے سرآنکھوں پر رکھا ہے کہ جو شخص اسے دوست رکھے گا اور اس میں مشغول رہے گا وہ میرا پیرو ہوگا اور میں اسے اور بھی اس میں مشغول کروں گا۔ یہاں تک کہ اسے تمام طاعتوں اور عبادتوں اور نیکیوں سے باز رکھوں گا پس وہ گنہگار میرا بن جائے گا اور میں اسے ہلاک کردوں گا اور اس کا مال دوسرے لوگ کھائیں گے اور وہ درمیان سے اٹھ جائے گا۔

دنیا درِ درویش پر

پھر خواجہ قطب الاسلام نے زبان مبارک سے فرمایا کہ دنیا کیسی بے وفا اور مکار ہے پھر فرمایا کہ دنیا سب کی دوست ہے لیکن درویشوں کی نہیں کیونکہ انہوں نے اسے رد کردیا ہے اور اپنے آپ سے دور کردیا ہے۔

پھر فرمایا کہ خواجہ یوسف چشتی علیہ الرحمہ فرمایا کرتے تھے کہ دین محمدی ﷺ میں ایسے مردان خدا بھی ہوں گے کہ دنیا ہزاروں مرتبہ درویشوں کے دروازے پر آئے گی اور کہے گی کہ اے خواجگان! اگر آپ مجھے قبول نہیں کرتے تو کسی وقت بڑھیا کی طرف نظر ہی ڈال لیا کرو لیکن وہ فرمائیں گے کہ جا چلی جا! اگر دوسری دفعہ آئے گی تو ہلاک ہوجائے گی۔

اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک سیاہ رنگ بدصورت بڑھیا عورت کو دیکھا اور اس سے پوچھا کہ تو کون ہے؟ اس نے کہا کہ میں بوڑھی دنیا ہوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ تو نے کتنے شوہر کیے ہیں؟ اس نے کہا بے حد اور بے شمار۔ اگر ان کی گنتی ہو تو شمار کروں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ ان میں سے کسی خاوند نے تجھے طلاق بھی دی؟ اس نے کہا کہ میں نے سب کو قتل کیا ہے۔

فاقۂ درویش معراجِ فقر

پھر شیخ الاسلام ادام اللہ برکاتہ زار زار روئے اور فرمایا درویشی بڑا آرام ہے اور دنیاوی آفتوں سے محفوظ ہے لیکن درویشی کے کام میں سختی بہت ہے۔ جس رات درویش کو فاقہ ہوتا ہے وہ اس کا معراج ہوتا ہے۔ اس واسطے کہ اہل صفا اور تصوف کا قول ہے کہ معراج الفقر فی لیلۃ الفاقۃ یعنی فقر کا معراج فاقے کی رات ہوتا ہے پس کوئی نعمت درویشی کا فاقہ درویش کے اختیار میں رکھا گیا ہے کیونکہ دنیا اس کو دی گئی ہے کہ جس طرح چاہے اس کو خرچ کرے۔ پس وہ اپنے واسطے بھی خرچ کرسکتا ہے لیکن ایسا نہیں کرتا بلکہ دوسروں کو دیتا ہے اور خود فاقہ کشی کرتا ہے۔ اس سے اس کا کام ترقی پکڑتا ہے

پھر خواجہ قطب الاسلام نے ان فوائد کو ختم کیا تو اٹھ کر آسمان کی طرف دیکھنے لگ گئے اور عالم تحیر میں مشغول ہوگئے اور دعاء

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

گو واپس آ کر اپنی کٹیا میں یادالٰہی میں مشغول ہو گیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِكَ۔

ذکر اللہ

بدھ کے روز ۵۸۴ھ کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ قاضی حمید الدین اور مولانا شہاب الدین اوشی اور محمود موزہ دوز اور خواجہ تاج الدین غزنوی اور مولانا فقیہہ خداداد اور سید نور دین مبارک غزنوی اور سید شرف الدین اور شمس الدین ترک اور مولانا علاؤالدین کرمانی اور قاضی عمادالدین اور مولانا فخر الدین زاید یہ نام (رحمۃ اللہ علیہم) صاحب کشف و کرامات حاضر خدمت تھے۔ اور سلوک کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ اس اثناء میں قطب الاسلام ادام اللہ برکاتہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ امام الحرمین رحمۃ اللہ علیہ اپنے یاروں کے ہمراہ بیٹھے تھے کہ آپ پر حالت طاری ہوئی۔

امام الحرمین نے ذکر الٰہی شروع کیا اور ان کی موافقت سے سارے بزرگ جو وہاں موجود تھے ذکر الٰہی میں مشغول تھے اور انہیں اپنے آپ کی خبر نہ تھی اور ہر ایک کے رونگٹے سے خون جاری ہوا اور جو قطرہ زمین پر گرتا اس سے زمین پر اللہ کے نام کا نقش پیدا ہو جاتا اور اس قطرے سے بھی ذکر الٰہی جاری ہوتا۔ جب خواجہ صاحب نے یہ حکایت بیان فرمائی تو سب کو وجد ہو گیا اور ذکر میں مشغول ہو گئے اور اس قدر ذکر کیا کہ بے ہوش ہو گئے تو خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ رباعی پڑھی ۔

رباعی

ذکر خوش تو ز ہر دہن مے شنوم　　شرح غم تو ز خویشتن مے شنوم

ترجمہ:- تیرا خوش ذکر میں ہر منہ سے سنتا ہوں اور تیرے غم کی شرح اپنے آپ سے سنتا ہوں۔

گر ہیچ نہ باشد کہ یکے منشانم　　تا نام تو مے گوید من مے شنوم

ترجمہ:- تاوقتیکہ کوئی تیرا نام نہ لے اور میں سن نہ لوں میں اسے اپنے پاس ہی نہیں بیٹھنے دیتا۔

اہل مجلس ذکر میں پھر مشغول ہو گئے اور اس قدر ذکر کیا کہ ہر ایک کے رونگٹوں سے خون جاری ہو گیا اور قطرہ جو زمین پر گرتا اس سے سُبْحَانَ اللّٰہِ کا نقش بن جاتا۔ اور قطرہ سے بڑی بلند آواز کے ساتھ ذکر الٰہی نکلتا۔ جب اس ذکر سے فارغ ہوئے تو دعاگو نے سر اٹھا کر سر زمین پر رکھ دیا میری یہ نیت تھی کہ میں ہانسی کی طرف جاؤں خواجہ قطب الاسلام ادام اللہ برکاتہ کی نظر دعاگو پر پڑی تو آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور پھر مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ مولانا فرید! میں جانتا ہوں کہ تو جائے گا پھر میں نے سر زمین پر رکھ دیا اور عرض کی اگر آپ کا حکم ہو فرمایا کہ جا تقدیر الٰہی اس طرح ہے کہ آخری سفر کے وقت تو ہمارے ہمراہ نہ ہو پھر حاضرین کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اس فقیر کی دینی اور دنیاوی نعمتوں کی زیادتی کیلئے فاتحہ اور اخلاص پڑھو اور دعائے خیر کہو پھر مجھے مصلٰی اور عصا عطا فرمایا اور دوگانہ ادا کیا اور فرمایا کہ بیٹھ جا! کل جانا۔ خواجہ صاحب کے حکم کے بموجب میں نے دوگانہ ادا کیا اور بیٹھ گیا۔ خواجہ قطب الاسلام ادام اللہ برکاتہ نے دعاگو کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں تمہاری امانت یعنی سجادہ، نعلین، دستار اور خرقہ قاضی حمید الدین ناگوری کو دے دوں گا۔ میرے انتقال کے بعد پانچویں روز آنا اور لے لینا کیونکہ یہ تیرے ہی متعلق ہیں۔

www.syedajmersharif.com

جونہی کہ خواجہ صاحب نے یہ کہا مجلس سے آہ و بکا کی آواز بلند ہوئی سب نے خواجہ صاحب کیلئے دعا کی بعدازاں خواجہ صاحب ؒ نے فرمایا کہ میں خود بھی اپنے خواجہ شیخ الاسلام خواجہ معین الدین حسن سنجری علیہ الغفر یہ کے وقت حاضر نہ تھا اور انہوں نے خود سجادہ عنایت نہیں کیا بلکہ مجھے بھی اسی طرح ملا تھا جیسا کہ میں نے تمہارے ساتھ کیا۔

خوفِ الٰہی

پھر فرمایا کہ مرید پر لازم ہے کہ اپنے پیر کے طریقے پر ثابت قدم رہے اور اس سے ذرہ بھر نہ بڑھے تا کہ قیامت کو شرمندہ نہ ہوئے۔ پھر خوف کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ آپ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ خوف الٰہی تازیانہ (کوڑا) ہے جو بے ادبوں کیلئے مقرر کیا ہے تا کہ جو شخص بے ادبی کرے اسے لگائیں۔ یہاں تک کہ درست ہو جائے۔

آتش پرست طبیب کا قبول اسلام

پھر فرمایا کہ جس دل میں خوف الٰہی ہوتا ہے اسے پاش پاش کر دیتا ہے پھر فرمایا کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ خواجہ سفیان ثوری ؒ کو ایک زحمت تھی۔ ہارون الرشید نے ایک آتش پرست طبیب کو بلایا جو سب سے بڑھ کر لائق تھا جب نزدیک آ کر خواجہ سفیان ثوری کے سینے پر ہاتھ رکھا تو نعرہ مار کر بے ہوش ہو گیا اور گر پڑا اور کہا سُبْحَانَ اللّٰہ دین محمدی (ﷺ) میں ایسے مرد بھی ہیں کہ جنکا دل خوف الٰہی سے پاش پاش ہو گیا ہے۔ اس طبیب نے فوراً کلمہ پڑھا۔ اور دین قبول کیا۔ جب یہ خبر ہارون الرشید نے سنی تو کہا میں نے تو خیال کیا تھا کہ طبیب کو بیمار کے پاس بھیجا ہے لیکن مجھے معلوم نہ تھا کہ بیمار کو طبیب کے پاس بھیجا ہے۔

دولتِ دنیا اور محبت الٰہی

پھر فرمایا کہ اہل سلوک کا قول ہے کہ اگر درویش دولت مندی کو چاہے تو دولت مند سے محبت کرے اور اگر محبت الٰہی کا فخر حاصل کرنا چاہتا ہے تو اپنی خواہشوں سے ناامید ہو جائے۔ تب کہیں ان مقامات کو حاصل کر سکے گا اور اگر ایسا نہ کرے گا تو اس کا کام بگڑ جائے گا۔

مرشد کامل کی مرید کامل کو نصیحتیں اور وداع کرنا

اس کے بعد میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے فرید! تو دنیا اور آخرت میں ہمارا یار ہے لیکن غافل ہرگز نہ ہونا کیونکہ اہل سلوک کا قول ہے کہ طریقت کی راہ ازبس پرخوف ہے جو شخص اس راہ میں قدم رکھتا ہے اگر وہ اہل سلوک کے فرمان کے مطابق عمل نہ کرے تو کبھی خدا رسیدہ نہیں ہو سکتا اور جب تک عاجزی اور غم سے اندر آنے کی اجازت نہ مانگے وہ ہرگز باریاب نہیں ہو سکتا اور جب تک سر کے بل نہ چلے وہ بارگاہ الٰہی میں نہیں پہنچ سکتا۔

پھر فرمایا کہ ۸۰ سال تک جب تک میں نے سب زبانوں سے دخل کی اجازت نہ مانگی انہوں نے نہ دی اور سارے ہاتھوں سے جب تک دروازہ نہ کھٹکھٹایا انہوں نے نہ کھولا۔ اور جب تک سارے قدموں سے اس کی راہ میں نہ چلا ہرگز عزت کے مقام پر نہ پہنچا۔ خلاصہ یہ کہ بڑی عاجزی اور انکساری اور تکلفات برداشت کر کے منزل مقصود پر پہنچا جونہی کہ خواجہ صاحب قطب اسلام

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

ادام اللہ برکاتہ نے ان فوائد کو ختم کیا۔ سارے حاضرین نے سر زمین پر رکھ دیے۔ آپ نے سب کو اٹھایا جب میری باری آئی تو مجھے بغل میں لے کر روئے اور یہ الفاظ زبان مبارک سے فرمائے هٰـذَا فِـرَاقُ بَيْنِـيْ وَبَيْنِكَ (جدائی ہے میرے اور تیرے درمیان)

اس کے بعد فرمایا کہ ارادت کا حق پورا کر اور چونکہ آب ودانہ کی کشش سخت ہے جا! میں نے تجھے خدا کو سونپا اور قرب اور عظمت کے مقام پر پہنچایا۔

جونہی کہ یہ فرمایا: عالم تحیر میں مشغول ہو گئے اور دعا گو واپس چلا آیا۔ یہ سلوک کے وہ فوائد ہیں جو اہل جہان نے مخدوم کی زبان سے سن کر اس مختصر سی کتاب میں لکھے ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِكَ۔

تمت

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com